

Registered No. L. 2650.

February, 1947



SHAMS-UL-ISLAM,
BHERA (Punjab.)

Printed at the Manohar Press, Sargodha & Published from the Office of
"Shams-ul-Islam, Bhera, (Pb.) by M. Ghulam Hussain, Editor, Printer & Publisher.

سلاک نہ چنڈی

عوام سے
طلبہ سے
فی پیر

منه انشا

سلاسل

۴ معاوین سے
۴ غیر مالک سے

حزب انصاری ہمدردانہ

(اللہ کے دین کے مددگاروں کا گروہ)

اغراض و مقاصد (۱) دینی و دیر دینی مملوں سے اسلام کا تحفظ و اشاعت اسلام۔ (۲) اصلاح رسوم و احوال شریعت اسلامہ، احیاء و اشاعت علوم و

طریق کار :- (۱) جریدہ شمس الاسلام کا اجراء (۲) دارالعلوم عزیزیہ جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جا رہی ہے (۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الافکار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) غنیم خانہ (۷) مکتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی مرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم۔

جریدہ کے قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی گیارہ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے جن مضمین ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مضمون نگار صاحبان کی رائے کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چند روکیت کم از کم چار آنہ ماہوار یا پانچ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

۳۔ عام سالانہ چندہ دینے والے طلبہ کو ایف۔ اے کے لئے مقررہ نمونہ کاربڑیہ کے ملٹ موصول ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔

۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ کر پڑھنے کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے بعض سائل اسے تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں خریدار کی طرف سے عینے کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر سالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔

۵۔ جواب سمجھنے والوں کا رونا پکڑنا ناچا بیچے

جملہ خط و کتابت و تریل و رہنما م :- غلام حسین مینجر مسالام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہیے

سرخ نشان

سرخ نشان ○ دائرہ میں سرخ نشان سالانہ جہزہ عہتم بخونے کی علامت ہے۔ آئندہ ماہ کار سالہ بدر بیدہ وی۔ بی۔ او سال ہوگا جس کے زائد اخراجات سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا جہزہ بدر بیدہ وی آرڈر میں خریداری منظور ہو تو مطلق دیں۔ خدا را وی۔ پی۔ و ایس فرما کر ایک اسلامی ادارے کو ناحق نقصان نہ پہنچائیں۔ خطوط و کتابت کھٹے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

(غلام حسین بن میر شمس الاسلام)

فارق اعظم جامعہ نوریہ اسلامیہ

یہ نظم جس نے حضرت مرفوق اعظم کے یوم وصال کی تقریب پر لاہور مسلم ہال میں ۲۸ ذوالحجہ کے منعقدہ جلسہ میں پڑھنے کیلئے مکتوبوں کی اور اسے میرے عزیزند محمد ابوبکر فاسخ تحصیل اسلامیہ کالج لاہور نے جسے قدرت نے محسن داؤدی و دہیت کر رکھا ہے پڑھا سامعین نے بہت متاثر ہو کر داد دی ہوسکتا ہوگا اگر اس تاریخی نظم سے شمس الاسلام بحیرہ کے قارئین کو لذت آشنا اور بہرہ نوریہ نیکیا جائے۔

(غلام دستگیر نامی)

جو جانشین صاحب فیض البشر کا ہے
فارق جبر اکھاڑنے والا جو شر کا ہے
یہ لطف سب نبی کی دعا کے اثر کا ہے
یہ حوصلہ یہ رعب جناب عمر کا ہے
ضامن وہ دین پاک کے سب لہذا ہے
ہاں ماں وہی مرید نبیت ابر کا ہے
عالم پر اپنے شاہوں کے مشہد کے سفر کا ہے
محتاج وہ نقیب کانے بام و در کا ہے
ہے سو رہا وہ شیر جو ضامن طفر کا ہے
ماموں کا کچھ لحاظ نہ تحت جگر کا ہے
سادہ لباس کیسا میرے تاجور کا ہے
جلوہ یہ دور میں عمر کا نظر کا ہے
جب سے کہ پہنچا نیل کو نامہ عمر کا ہے
حاکم خدا کے حکم سے ہر خشک و تر کا ہے
جب یہ مرکاں بنی و فنیق و عمر کا ہے
عمر بیٹ کے میں تارے تجھے قمر کا ہے
مسکین گدا صحابہ کے جو پاک در کا ہے

مقصود ہزم ذکر جناب عمر کا ہے
صدیق کے ہے بعد وہی افضل البشر کا ہے
سر کاٹنے کو آئے تو سر ختم کئے چلے
پہلی اذان کعبہ میں دی اور پڑھی نماز
اسلام جس کا شوکت دین کا سبب ہوا
سایہ سے جس کے بھاگتا دیو نہ پلہ تھا
فوق شتر پہ آپ چلے تمام کہ لب
وہ جس کا رتبہ قیصر و کسر سے ہے بلند
آیا سفیر و دم تو دیکھا زمین پر
اجرائے حد شرع میں اور حفظ دین میں
پیوند بیسیوں ہیں قب میں لگے ہوئے
کوسوں ہے دور پھر بھی نظر میں ہے سارہ
محفوظ و دہنے سے ہوئیں مصر کی بنات
ثابت ہوا یہ اس سے کہ فارق ناموہ
برتر نہ کیوں یہ گنبد خضرا ہو عرش سے
سعدین کا قرآن ہے پہلوئے ماہ میں
نامی پہ یار و وف جو رحمت کی اک نظر

۱۔ حضرت صدیق اکبر کو قرآن پاک کی آیت اذ قال صابجہ لا تخزون میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب کہا گیا ہے کہ حضرت مرفوق حضرت ابوبکر کے بعد صحابہ افضل میں تھے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کر حضرت عمر کو دولت ایمان سے مشرف کیا تھا۔ دوا و دادوں باپ کو کیسی پیاری ہوتی ہے جو دعائیں مانگ کر حاصل کی جائے جیسا ہے ان لوگوں پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی ایسے صحابی مرفوق کو مبرا کہیں۔

شذرات

(از ابن الانواری محمد زبیر دقیر کاشمیری)

حضرات علماء کے خلاف

آج کل ہمارے ملک میں علماء کی ایک خاص جماعت کے متعلق جو مبالغہ افراط اور اس جماعت علماء کو تکلیف دینے اور انہیں بنیائے کا جو جذبہ پیدا ہو گیا ہے اس کے مضمر نتائج پر اس سے پہلے بھی بعض اعیان و کسبی ذوال چکے میں لکھ چکا ہوں۔ اس میں چونکہ علماء کی مخالفت کا یہ جذبہ کم نہیں ہوا بلکہ پھیلتا اور بڑھتا رہتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس سے انفیصل و تشدد کے ساتھ نہ ہی انحصار و اجمال ہی سے اس پر روشنی ڈالی جائے لیکن اس سے پہلے مجھے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ خود میری سیاسی لوح پر ملک کی کسی جماعت سے وابستہ نہیں اور علماء کے ذاتی ادب و احترام کے جذبات کو باقی رکھنے کے لئے میں یہ چند سطریں ان علماء کا ہم خیال ہونے کی وجہ سے نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ بہت ممکن ہے کہ بہت حضرات علماء کے ذاتی شرف و اقتدار اور اس وقت یہ سوال درپیش ہے۔ ان سے خود مجھے بھی یہی طویر پر شدید ترین اختلاف ہوں لیکن چونکہ سبھی اراکین سیاسی اختلاف کی وجہ سے کبھی کسی کی ذات اور اس کی عزت و اقتدار پر حملہ کرنا پسند نہیں کرتے اس لئے میں ان حضرات علماء کی حمایت پر نہیں بلکہ شہر میں کہ مدد و اعانت پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔ ہر روز ان کی خدمت میں ہی میں عوام اس قسم کی سخت سزائیں سنیتے گا یوں اہمیت طائفوں اور بے فیہ الزامات سے ان کی قواعد کرنے اور ظالمانہ طریقہ پر ان کے جان مال

کو تباہ کرے گا جرم کرتے ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ ملک کے موجودہ مسائل کے متعلق ہمارے علماء اسلام کی ایک جماعت اپنی سیاسی فہم و فراست کی بنا پر ایک ایسی رائے رکھتی ہے جو ان وقت مسلمانوں کے عوامی طلبہ میں منہل ہے۔ اس کا خیال اور عمل عوام کے رجحان کے بالکل خلاف ہے لیکن چونکہ اس سلسلہ میں ایک طبقہ نے نہ وہ شور و گونج مچایا ہے کہ یہ علماء محض ذاتی نفع اور کسب و کار کے لئے مسلمانوں کے مفاد سے غداری کر رہے ہیں اور اپنی جس سیاسی بدانتہائی یا انہما کرتے ہیں اسے انہوں نے انہوں نے دہشت و دہانت و سداقت نہیں اپنا دیا ہے بلکہ پس پردہ کام کرنے والی کوئی اور طاقت ہے۔ یہ علماء کرام محض مذہبی غلاموں کی طرح اس طاقت سے ذاتی نفع حاصل کرنے کے لئے اس کی ہاں میں ہاں ملائے جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر مخالف طبقہ کے اس شہساز پر اپنی گتہ پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے اور سوچتے کہ جن علماء کرام کے متعلق یہ اب صریح ہے جیسا کہ اور لغو پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ ان کی زندگی کا پیکل دور ایثار و قربانی اور مجاہدانہ الوالعزمی کے کیسے نہیں واقعات سے لبریز ہے۔ اور ان حضرات علماء نے اپنے سرور و زندگی میں اس راہ حق پر قائم رہنے کے لئے جسے اپنی بصیرت ملی اور فراست۔ اس سے انہوں نے صبر اور درست سمجھا ہے کتنی محنتیں اور دقتیں اٹھائی ہیں۔ یہ قریح تک دین حق اور اہل اسلام کے لئے کتنی اہم خدمات انجام دے

چکے ہیں اور انہوں نے اپنے مذہب و ملت کی فلاح و بہبودی کے لئے افلاس و بے زری کی کیسی سخت تکلیفیں، قید و بند کی کیسی ہونک اذیتیں اور حکومت حاضر کی پیدا کردہ کیسی عظیم مشکلات کا پوری پامردی اور بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا ہے تو یقین ہے کہ عوام کبھی ان حضرات سے مدلل نہ ہونے اور وہ اپنی اس مدنی اور غلط فہمی میں ان علماء سے وہ سلوک نہ کرتے جو وہ اب کر رہے ہیں اس سلسلہ میں نام لے کر ان حضرات کے عزم و ایثار و کیش کی داستان بیان نہیں کرنا چاہتا مگر اس وقت عوام نے اپنا مخالف اور اپنے مفاد کا دشمن سمجھا ہے اس لئے کہ یہ بحث بہت طویل ہے اور پھر یہ بھی کہ ان حضرات کی دینی اور ملی خدمات عام شہرت رکھتی ہیں۔ شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو ان کی مجاہدہ معرکہ آرائیوں اور بہادری کا رازناموں سے واقف نہ ہو۔

کچھ جملوں کو یاد ہے کچھ قمریوں کو حفظ

عالم میں مگر طے ٹکڑے مری داستان کے میں

یہ بہت بڑے مروج اور فہوس کا مقام ہے کہ محض

سیاسی اختلاف خیال اور ایک غیر ذمہ دار طبقہ کے شرارت

آئینہ پر اپنی گند اپر عوام ان علماء سے اس قدر دواور

ان کی جان و برو کے ایسے سنگدل دشمن بن گئے ہیں کہ جا بجا

عوام نے ان علماء پر نازیلا حملے کئے انہیں بے عزت کرنے

کے لئے نکالیا دیں ان کے جلسوں میں جا کر ہنگامہ فساد

برپا کیا اور جہاں کہیں ان میں سے کسی بزرگ کا نام سنا

وہیں دس پانچ بہت مکروہ قسم کی نکالیاں انہیں دے

ڈالیں حالانکہ ہر سمجھدار انسان جانتا ہے کہ نکالی کلو رچ

کے اس ہنگامہ اور وارپیڈ کے اس معرکہ سے کبھی سی

مبدان نہیں جینا جاسکتا اور نہ اہل حق اس قسم کی مخالفتوں

مقابلہ رائے بدلا کرتے ہیں سمجھدار اشخاص کو تبدیل رائے پر مجبور کرنے کی تدبیر صرف یہ ہے کہ سات و سجدگی کے ساتھ ان سے تبادلہ خیال کیا جائے اور اگر اپنے پاس اپنی رائے کو قوت بخشنے والے کچھ دلائل و اقاعات ہوں تو انہیں پیش کیا جائے اور اس طرح دلائل و ثبوت کے زور سے اپنے مقابل شخص کے دماغ پر اثر ڈالا جائے اور اس کی رائے بدلی جائے لیکن ہمیں بتایا جائے کہ ان علماء اسلام کے خلاف شہرہ شہرہ ایسے تحریری و سکا مر برپا کرنے والوں نے نکالی کلو رچ دینے اور ان کی متک و بے عزتی کرنے کے بجائے کبھی اس کی بھی کوشش کی ہے کسی معقول مجلس میں نہیں و سجدہ لب و ہج میں ان حضرات سے ان سیاسی مسائل پر گفتگو ہو ان سے اپنی کجی اور ان کی سنی جائے اور اس ابھی افہام و تفہیم سے اپنی اور ان کی آراء کو باہم مطابق کیا جائے اور اگر عوام کے اس پر جوش طبقہ نے علماء سے تبادلہ خیال کی یہ مذہب کوشش نہیں کی اور یقیناً نہیں کی تو کیا اس سے ایک غیر مجاہد آدمی نتیجہ اخذ نہ کرے کہ عوام کے اس جوش و اشتعال کی پشت پر فہوس دلائل و براہین کا قحط عام ہے وہ کھن بے تہی سے ایک ماہ پر لگ گئے ہیں اور اب سب عادات ان ماہ کو صحیح بتانے اور اس کے خلاف دوسرے ماستوں کو غلط باور کرانے کے لئے اپنا زور صرف کر رہے ہیں اور بیکوئی سمجھدار آدمی ان کی یہ ناہنجی بات نہیں مانتا تو وہ اسے نکالیا دیتے اس پر عملہ کرتے اور تشدد و سخت گیری سے اسے اپنا ہم خیال بنانے کی سعی ناکام کرتے ہیں اور غیر اس بات کو بھی جانے دیجئے سوال یہ ہے کہ عوام کو ہمال سے ان حضرات کے خلاف اس قدر شور و شر مچا دے

ہیں۔ اور ان کے ان تخریبی ہنگاموں اور مفہدانہ معرکہ
آزادیوں پر ایک مدت گز گئی ہے۔ انہوں نے علماء کو ماں
بہن کی گالیاں بھی دیں۔ مارا پیٹا بھی ان کے جلے بھی
خراب کئے۔ ان کے خلاف بسی چوڑی تقریریں بھی کیں ان
پر غدارۃ اور رشوت خوری کے الزام بھی لگائے۔ ان کے
متعلق بہت غلیظ اور بے بنیاد واقعات بھی شہور کئے
قدم قدم پر ان کی راہ میں کانٹے بھی بچھائے گئے۔ مگر
کیا عوام کے اس فتنہ سبب سے علماء ان کے
ہم خیال ہو گئے اور اس تشددانہ طریقہ عمل سے
علمائے اپنے وجود اور اپنی رائے پر وہ پکا غلبہ تسلیم
کریں؟ اور اگر ایسا نہیں ہوا اور ان طویل ہنگاموں
اور وسیع مخالفتوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ تو کیا
ساری قوم کی قوم اتنی بے شل ہو گئی ہے کہ وہ اپنی
محنتوں اور کوششوں کی اس اضافت پر یہ سوچنے
کی ضرورت محسوس نہیں کرے گی کہ آخر علماء کو اپنا
ہم خیال بنانے کے لئے ہماری یہ تدبیریں تو کہیں
غلط نہیں ہو سکتی ہے کہ ایک انسان ایک مرض کا جو
علاج کر رہا ہو وہ علاج ہی غلط ہو یا اسے مرض
کی تشخیص کرنے اور اسے پہچاننے میں غلطی لگی ہو
اور اس نے جو مرض سمجھا اور تسلیم کیا کرنے سے اس مریض
پر اس مرض کا کوئی اثر ہی نہ ہو؟ کیا طبیب اپنے معالجہ
کی کسی تدبیر میں ناکام ہو کر اندر مریض کی کیفیت اور
مریض کے حالات پر غور نہیں کرتا اور بعض اوقات اس
پر مجبوجہ نہیں ہوتا کہ جو علاج وہ کر چکا ہے۔ اسے غلط قرار
دے کر منسوخ کر دے اور اندر مریض کوئی اور علاج کر
لے؟

بسی اور صاف بات یہ ہے کہ شخص کو ہر حالت میں
یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے رہنماؤں اور علماء پر شکستہ چینی
کرے۔ اور ان کی رائے کو اپنی عقل و فہم کی تسوٹی پر کس
کر دیکھ لے۔ اگر وہ ان کی سیاسی رائے سے موافقت
کر سکتا ہو تو موافقت کرے۔ اور اس کا ذہن موافقت
کی راہ پر نہ لگ سکے تو اسے اپنے رہنما کی سیاسی افکار و
آراء سے اختلاف کا حق ہے۔ مگر سیاسی اختلاف کا یہ
استحقاق اور چیز ہے۔ اور سیاسی اختلاف کی بنا پر حضرت
علماء کو اپنی سبب و شتم اور لعن طعن کا ہدف بنانا انہیں
بے عزت اور بے اثر کرنے کے لئے بڑی بیجا فی کے ساتھ
نئے نئے الزامات تراشنا اور نئے نئے قصے گھڑنا،
ان کی شان میں گستاخیاں اور ان کے کام میں رکاوٹیں
پیدا کرنا اور ہیز ہے اور اس دوسری چیز کو سیاسی
اختلاف کہنا اور سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ یہ تو جہالت
و وحشت، و زندگی، ایک طرح کی بے مغزی اور بے عقلی اور
خلاف انسانیت حرکتیں ہیں جنہیں کر کے دوسروں سے
اپنے کئے کی داد چاہنا اور حضرت حق سے علماء کے خلاف
ایسی تشددانہ اور تخریبی حرکات کے لئے بہتر اجر کی توقع
رکھنا ایک بڑی عجیب قسم کی حماقت ہے۔ علماء کے خلاف اس
قسم کے ہنگامے برپا کرنے والے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ
کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔ اور اپنے ان کاموں سے انہیں
کریم کا دسارہ کی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے تو پھر سب
سے پہلے حجاج ابن یوسف کے متعلق اس کے ظالم و جابر
ہونے کا قدیم خیال بدل ڈالئے۔ اور یقین فرمائیے کہ دنیا
بھر کے شہداء و صالحین تو بعد میں حق تعالیٰ کی عنایت بے
غایت سے فائز المرام ہوں گے۔ ان سے پہلے عرصہ محشر میں

حجاج ابن یوسف کی پوچھ ہو گی۔ اور اللہ پاک اس کے ہمیشہ کاموں اور ہزاروں صحابہ و تابعین اور علماء و اولیاء کو تہنیت کرنے کی خدمت عظیم پر اسے اپنی رضا و خوشنودی کا پر دانہ عنایت فرمائیں گے۔ اور آپ حضرات بھی مطمئن رہیں کہ جب نورِ ظلمت سے حق باطل سے، سچائی جھوٹ سے اور نیکی شر سے بدل ڈالے گئے اور صاف و صریح گنہوں کو نیکیوں کا درجہ دے دیا گیا تو پھر آپ بھی جنت النعیم کے اہتمام و انصرام کا منصب ضرور پائیں گے کہ اتنی بڑی

نیکیوں کا اتنا ہی بڑا ثواب ملتا ہے۔

ہے ہم تو اپنی بزدلی اور ناشکری سے اس دنیا میں بھی ہم حضرات علماء کا ادب کرتے اور

ادب تا جمیعت از لطف الہی

بنہ بر سر بردہ ہر جا کہ خواہی

کا وظیفہ پڑھتے رہے۔ اور یہاں بھی ہیں کسی مولوی کو فزع کرنے کی توفیق نہ ہوئی اور آخرت میں بھی ہم آپ کی نصیب دہی اور اقبال مندی پر رشک کریں گے۔

تخلیق انسانی کی غرض

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب)

حقیقی کی رضا حاصل کرنا، دوسرا فائدہ مال کی محبت سے نفس کو پاک کرنا، تیسرا فائدہ اپنے شہر کے خرابا، و مساکین کی امداد اور ان کی ہمدردی کا مظاہرہ کرنا اس کا نام شرع شریف میں زکوٰۃ ہے۔

یہ عبادات یعنی صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ اسلام کے اہم کام اور بعد کہلاتے ہیں۔ ان میں مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ ایک اور حکمت عظیمہ بھی موجود ہے۔ دنیا کا مسلہ فائدہ ہے کہ کمال اطاعت کے سبب دولتیں ہوا کرتے ہیں۔ ایک حاکم و محکوم کا دوسرا طالب و مطلوب کا۔ قدرت و مال کی وجہ سے انسان حاکم ہو جاتا ہے حسن و جمال کی وجہ سے انسان مطلوب محبوب بن جاتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے جیسا کہ تمام طاقتوں اور قدرتوں کا مالک حقیقی خدائے قدوس ہے۔ اسی طرح تمام انواع حسن و جمال کا معدن حقیقی بھی مالک ذوالجلال ہے

زکوٰۃ | دنیا کا مسلہ فائدہ ہے کہ انسان اگر کمال درجہ کی محبت و الفت ہے تو وہ چیزوں سے، ایک جان سے دوسرے مال سے، ضروریات زندگی کا سارا کارخانہ اگر وابستہ ہے تو مال سے وابستہ ہے۔ ایک کو حاکم دوسرے کو محکوم، ایک کو آقا دوسرے کو مولیٰ ایک کو امیر دوسرے کو غریب اگر بناتا ہے تو فقط مال ہی بناتا ہے۔ ایک کو ہوائی جہاز پر سوار ہونے اور دوسرے کو نیچے پیر پر ہنہ بدن پاخانے کی باٹھی سر پر اٹھائے پھرنے کا نظارہ اگر دکھائی ہے تو دولت ہی دکھائی ہے۔ اس لئے خدائے قدوس کا ارشاد عالی ہے کہ وہ مال جو حقیقتاً ہمارا ہی دیا ہوا ہے اس سے زیادہ بھی نہیں۔ اس میں سے جو ضروریات خانہ داری سے فارغ ہو کر سال بھر گھر میں پڑا رہے چالیسواں حصہ کمال کر اپنے شہر کے خرابا و فقراء کو بانٹ دیا کرے۔ اس میں چند فوائد ہیں پہلا فائدہ مولیٰ

کو ٹھہری میں ڈال کر نکلی، بہا جیبا ہھم رجنو بہم کی مزا دی جائے گی۔

شان محبوبیت | دنیا میں مشن مجازی کے کارخانے کا حال آپ کو معلوم ہے کہ جب ایک شخص کو دوسرے کے ساتھ حسن و مل

کی وجہ سے کمال درجہ کی محبت و فریفتگی و دوستی پیدا ہو جاتی ہے تو اس طالب کے لئے دوسرے لوگوں کا طے کرنا ضروری ہو کر آتا ہے اور لذت و ری ہے کہ وہ انسان عورت محبوب کے علاوہ تمام ان اشیاء و صورتوں سے اپنے دل و دماغ کو خالی کرے جو کہ

تصور محبوب میں نقل انداز ہونے والی ہیں حتیٰ کہ وہ انسان خیال محبوب بے منتہی ہو کر اپنے تمام اقارب رشتہ داران عیش و عشرت و زینت کے سامان کو بھی طاق لسیان میں ڈال دیتا ہے جب انسان کا ظاہر و باطن غیر محبوب کے خیال سے خالی ہو گیا فقط

محبوب کا تصور ہی محیط ہو گیا تو اب نانی مرحلیہ ہے کہ ایک دیوانہ و ممنونہ شکل و ہیئت اختیار کرتے ہوئے محبوب کے نام کا ذلیفہ پڑھنے ہوئے اپنے وطن کو فریاد کہہ کر دیا و محبوب کی طرف کوچ کرے کبھی تو شوق دیدار کی تڑپ لئے ہوئے مکان محبوب کا طواف کرتا ہے تاکہ حسن و جمال کے انوار و غلیظت سے بہرہ ور ہو جائے اور کبھی مکان سے ہٹ کر گرد و نواح کے

صحرائے پہاڑوں اور وادیوں میں محبوب کے ترانے کا باقیتر ہے ٹھیک اسی طرح حال ہے کارخانہ عشق حقیقی کا جو ساری کائنات کو اپنے مولیٰ و محبوب حقیقی سے ہوا کرتا ہے جب

سالک و طالب کا ارادہ ہوتا ہے کہ میں اپنے دل میں اپنے محبوب حقیقی کا خیال و تصور راسخ کر دوں تو ضروری ہے کہ ان تمام خواہشات و لذات نفسانی و مادی سے اپنے دل و دماغ کو فاسخ کرے جو کہ مولیٰ حقیقی سے غافل اور دور ہونے کا سبب بنتی رہتی ہیں۔

اس لئے خالق السموات والارض میں جس طرح شان حاکمیت ہے اسی طرح شان محبوبیت بھی ہے نماز اور زکوٰۃ کو دیکھا جائے تو یہ مظاہرہ میں حاکمیت کے رسوم اور رنج کو دیکھا جائے تو یہ مظاہرہ میں شان محبوبیت کے۔

شان حاکمیت | نماز کی حالت اول سے آخر تک فوراً کیجئے جیسا کہ ایک غایت درجہ کا مجرم و نامراد غایت درجہ کی ذلت و بیہوشی کی حالت میں کافیت ہو حاکم و ادرار علی کے ساتھ کھڑا ہو کر غایت درجہ کی کساری کا مظاہرہ کرتا ہے

ٹھیک اسی طرح نمازی کو دیکھئے اور ایسا ہی اپنے تمام بدن و لباس کو پاک و صاف کرتا ہے تاکہ غلاظت و عشوت کی وجہ سے دوبارہ سے دیکھیں دیا جائے بلکہ وہاں کھڑے ہوئے کے قابل ہو جائے پھر شریفانہ لباس میں ننگے پیر ہاتھ باندھ

کہ غایت درجہ کی ہستی و ذلت کا مظاہرہ کر رہا ہے خوف و ہراس کی حالت میں زبان سے شہنشاہ اعلیٰ کی ثنا کہہ رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد بیٹھ بیٹھ کر کے رہے بھلا کر نیا مذاکرہ ہے کہ وہ دھڑکے بعد اپنا سر اور پیشانی جو اب اس درجہ کا شریف عضو ہے من پروردگار اللہ تبارک و تعالیٰ کی بزم کی و برتری کا نظارہ دکھلا رہا ہے اس سے فارغ ہونے کے بعد نہایت ادب و احترام سے دونوں ہاتھ کر خدا کے قدموں کی جلالت و عظمت کی داستان پڑھ رہا ہے۔ زکوٰۃ پر غور کیجئے سرکاری لنگان اور

ٹیکس کے لئے جب حکم آتا ہے تو بیچارہ انسان مال لے کر خود سرکاری خزانہ میں پہنچتا ہے یا وصول کنندہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ ورنہ تھوکری لگا کر جیل خانے کی بند کوٹھڑی میں بند کر دیا جاتا ہے اسی طرح شہنشاہ اعلیٰ کا حکم ہے کہ جب دئے

زکوٰۃ کا حکم آئے تو فوراً مال زکوٰۃ بیت المال یا غریب و مساکین جو سرکاری وصول کنندہ ہیں ان کے حوالے کر دو درجہ بہم کی بند

ذیق للناس حب الشهوات فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب
من النساء والبنین والقنطیر جینوں کی محبت نے جیسے عورتوں
المقطرة من الذهب لفضة اور بیٹے اور خزانے جمع کئے
والخيل المسومة والانعام ہوئے سونے اور چاندی کے اور
الحرف ذلك مناع الخيوط گھوڑے نشان لگائے ہوئے
الدنيا والله عند حسن الماء اور مویشی اور کھیتی یہ فائدہ اٹھاتا
ہے دنیا کی زندگی میں اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا۔

قل ان كان اباؤكم واناؤكم واولادكم وبنواؤكم وبنواؤكم وبنواؤكم
واخوانكم وازواجكم وعشيرتكم بیٹے اور بیٹی اور عورتیں اور
واموال انتم فموتوها وبعارها برادری اور مال جو تم کہتے ہیں
تختون کسار ہمارے مسکن تھوڑا اور سوداگری جس کے بند مرنے
احب اليكم من الله ورسوله وجماعہ سے تم ڈرتے ہو اور جو بلیاں جن
فی سبيله تترتبوا حتی ياتي الله کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری
باصبر والله لا يهدى القوم ہیں اللہ سے اور اس کے رسول
الفاستقین سے اور رونے سے اس کی راہ
میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ کہتے
نہیں کھانا، فرمان لوگوں کو۔

بائنہ ان لذات وخواہشات سے ملکہ ہوا بھی ضرور رہی ہے
جن میں میل و ہمارے منہم ہو کر انسان فقط بنی آدم کا منظر اتم بنا رہتا
ہے۔ وہ فقط وہی خواہشیں ہیں ایک پیٹ کی دوسری شرمگاہ کی جتنے
معاصی نسق، فحور اور فسادات انسان سے صادر ہوتے ہیں۔ فقط
انہی دو خواہشوں کے لطیف یہ حقیقت ایسی طرح واضح ہے زیادہ
تفصیل کی ضرورت نہیں۔ روزے کا مقصد اصلی یہی ہے کہ اگر
تم اپنے محبوب حقیقی کے طالب ہو تو دن کو ان خواہشات سے
الگ ہو جاؤ رات کو اپنے نرم اور آرام دہ بستروں سے الگ ہو
کر قیام تراویح ادا کرو جب کامل ایک چھینے ایسا مجاہدہ اختیار

کر دو گئے تو سبحان اللہ تم نے اس بات کا عمل ثبوت پیش کیا کہ تم نے
میری خاطر تمام لذات و خواہشات مادی کو چھوڑ دیا۔ اب تمہارے
دل میں فقط ہماری لذت ہماری خواہشیں باقی ہے جب پہلا مرحلہ
طے ہو گیا اور مضامین کا مہینہ بھی ختم ہو گیا تو پھر متصلا شوال ہی سے
اجازت ہے کہ اسے ہماری تلاش میں سرگرداں پھرنے والو !
سچے عاشق اور دیوانہ کامل کی شکل بنا لو زیبہ نیست بناؤ سنگار
کے اسباب بدن سے آنا رہو۔ اللہ ہمارے نام کا وظیفہ شمع تہلیل
آدویجہ کر سنے ہو۔ سلطان اقامہ بارہ اجاب کو چھوڑ کر
ہمارے گھر کے طواف کا احرام باندھ کر چلے آؤ عاتس صادق
جب اس شان و حال سے محبوب حقیقی کے گھر پہنچا ہے تو وہاں کا
نظارہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے کبھی تو دیوانہ دار خانہ کعبہ
کا طواف کر رہا ہے اور اپنے محبوب حبیبی کے حسن و جمال انوار و
تجلیات کے دریا میں ڈوب کر سرور و لذت بلکہ کوئین کے خزانے
لوٹ رہا ہے کبھی فقیر سے بٹ کر سفاد سرور کی پہاڑیوں اور ان
کی داویوں میں تیرا بخت سرشار ہو کر عوم رہا ہے کبھی عرفات
و منی کے صحراؤں میں محو سائے گائے گا ہوا میں گزار رہا ہے
مصحفان اللہ پر شوق و اشتیاق کا رنار و آواز ہوا آواز اللہ
حاصل اللہ و محبت اللہ اور ایمان اللہ کو جس سے
زیادہ تر محبت ہے اللہ کی ایسی قوم کو کہ اللہ ان کو چاہا ہے
اور وہ اس کو چاہتے ہیں۔

خلاصہ کلام محبت کی پہلی منزل طے کرنے کے لئے روزہ ہے
اور منزل ثانی طے کرنے کے لئے حج ہے شاید اس میں بھی
حکمت ہے کہ حج کی فرضیت کا حکم روزے کی فرضیت کے بعد
آتا ہے اور دفعت حج بھی روزے سے فراغت کے بعد ہی
منتصلاً رکھا گیا ہے۔ روزے میں لوازمات و انزات مادی سے
خالی ہونا ہے۔ حج میں لوازمات و اثرات روحانی و فرائی

سے آرائش اور مزین بنوئے ہے آپ جانتے ہیں کہ نیا اور اچھا لباس و عطریات کا استعمال غسل کرنے کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔

غالب کو اپنے مطلوب و محبوب کے ساتھ رشتہ محبت قائم رکھنے میں ایک اپنی وسیر کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ اَکْرَمُ یَرْجُوْکُمْ اللّٰهُ بِمَنْ سَعٰ یَّحْبِبْکُمْ اِنَّ اللّٰهَ

کر و پھر اللہ تم سے محبت رکھے گا۔

شان جامعیت صلوٰۃ | یہ تو آپ کو معلوم ہی ہو چکا ہے کہ صلوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے لیکن اس میں جو ایک شان جامعیت ہے اس کی طرف ذرا اشارہ کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

یہ حقیقت واضح ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوقات سے کوئی فرد مخلوق اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت سے فارغ نہیں ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِعِبَادَتٍ میں اگرچہ عبادت جن و انس کا ذکر ہے لیکن دوسرے مقامات میں تمام مخلوقات کی عبادت کا ذکر بھی موجود ہے۔

یُسَبِّحُوْا لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اللّٰہ کی پاکی بوتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

وَلِلّٰهِ کَسْبُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ اور اللہ کو سجدہ میں ذاتیہ و ملائکہ و ہستم (لاست کبرون) کرتا جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے اور وہ نمبر نہیں کرتے۔

ان آیات شریفہ سے صراحت واضح ہو گیا کہ کائنات سماوی ہو یا ارضی سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہے احادیث میں تفصیل سے مذکور ہے کہ بعض عا کر قیام کی عبادت

میں مشغول ہیں بعض رکوع کی حالت میں منہک ہیں بعض ہمیشہ کے لئے سر بسجود رہتے ہیں۔ بعض تشہد کے آداب بجا لاتے ہیں۔ بعض تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں تو بعض بیت المعمور کے طواف ہی میں سرشار ہو رہے ہیں۔ یہ حال ہے اس کائنات سماوی کا جس کے دیکھنے سے بظاہر ہماری آنکھ قاصر ہے اگر مادہ کی ظلمت کو دور کر کے روح کی نورانیت کو غالب کر لیا جائے تو یہ کائنات بھی نظروں سے اوجھل نہ ہوگا کائنات ارضی تو آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے غور و توجہ کرنے کی کمی ہے نباتات و اشجار پر غور کیجئے ہمیشہ قیام کی حالت میں رہتے ہیں و حیوانات جو جنگلوں میں چرتے ہیں ان کو غور سے دیکھئے اپنی بیٹھ ٹیڑھی کر کے ہمیشہ رکوع میں مصروف رہتے ہیں۔ حشرات الارض زمین کے کپڑے مکوڑے

کو ملاحظہ فرمائیے ہمیشہ اپنے سر کو زمین پر رکھ ہوئے فرائض مسجد ادا کر رہے ہیں۔ طیور (پرندے) وغیرہ پر غور فرمائیے اپنی اپنی اصطلاح میں تسبیح و تہلیل و اذکار میں مشغول ہیں۔

عمرغان چمن ہر صبح تراخواند باصطلاح جمادات اپہاڑوں کاؤں وغیرہ) کو دیکھئے ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر تشہد کی عبادت میں مشغول ہیں فقط اسی پر بس نہیں بلکہ باقی ارکان اسلام کی روح بھی نماز ہی میں رکھ دی گئی ہے نماز کو شروع نماز سے پہلے بدن ڈھانکنے کے لئے لباس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح بدن لباس اور مکان وغیرہ کو پاک و صاف کرنا بھی ضروری ہے خصوصاً تعمیر مساجد کا قاعدہ جو مقرر ہے۔ یہ تمام چیزیں بغیر مال خرچ کرنے کے میسر ہی نہیں ہو سکتیں یہی زکوٰۃ مالی ہے بلکہ اپنے وجود کو تمام ضروریات دنیاوی سے فارغ کر کے خداوند تعالیٰ کے دربار میں حاضر کر دینا یہ زکوٰۃ دینی ہے۔ اس زکوٰۃ سے

فلاں ہو کر جب نمازی تکبیر تحریر کرتا ہے تو حقیقتہً حج کا احرام باندھ رہا ہے۔ جو کام محرم کے لئے حرام ہو جاتے ہیں وہ سب کے سب نمازی کے لئے بھی حرام ہو جاتے ہیں تکبیر کے بعد جب نمازی استقبال قبلہ کرتا ہے تو گویا خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر سنت طواف ادا کر رہا ہے۔ جب ہاتھ باندھ کر قیام کرتا ہے تو گویا وقوف عرفات کا وظیفہ ادا کر رہا ہے جب قیام سے رکوع رکوع سے سجود سجود سے قیام کی طرف حرکت دے یہ شروع کرتا ہے تو سعی بین الصفا والمردہ کے فریضے کو ادا کر رہا ہے یہی حج کے ارکان مخصوصہ ہیں۔

موم (روزہ) کی کیفیت تو واضح ہے روزہ دار کے لئے جیسا کھانا صحبت کرنا ممنوع ہے اسی طرح نماز میں بھی

تمام افعال حرام بلکہ روزہ کی اعلیٰ شان نمازی میں ظاہر ہوتی ہے۔ عوام کے روزے میں فقط پیٹ و شرنگاہ کو بند کیا جاتا ہے لیکن مکہ کے روزے میں تمام اعضاء کی حفاظت مقصود ہوتی ہے۔ زبان کو بیہودہ گوئی سے آنکھ کو حرام نظارہ سے، کان کو بیہودہ آواز سے بند کر روزہ کی شان ہے۔ اور یہی امور ہیں جن کی نفاذ میر

کمالی درجہ کی رعایت کی جاتی ہے۔
ہے ایک مختصر خاکہ وما حاکتہ الجن والانس
الا یعبدون۔

وما علینا الا لبس لاغ

نئی عین سائیت

عقیدہ ثلاث

(از جناب مولانا غلیل الرحمن صاحب سطریری ریاست بلینہ)

(مکمل)

موسکتی ہے

کہ ایک ہی خدا ہے اس سے بڑا اور کوئی حکم نہیں دیتی
۲۲ باب ۳۶ اب اس کے خلاف اگر کوئی بیٹلاؤں دلیلیر
لائے تو یقین نہ کرنا چاہیے۔ اور حضرت نے بھی خاص
یہی دلیل نجات بتایا ہے۔ دیکھو الوقا ۱۰ باب ۲۰
اور تمام تورات و انجیل کا خلاصہ اور پچوڑا لکھی ہے۔

۲۲ باب ۳۰ د ۳۰ اب متی ۲۸ باب ۱۰
کہ مسیح نے آسمان پر جاتے وقت اپنے شاگردوں
کہا کہ سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح القدس

مرقس ۱۲ باب ۲۹-۳۱ میں لکھا ہے کہ لیوچ نے اس سے
جواب میں کہا کہ سب حکموں سے اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن
وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے۔ اور دوسرا حکم
جو اس کے حکم اول کے مانند ہے یہ ہے کہ تو اپنے پڑوسی کو
اپنے برابر پیار کر ان سے بڑا اور کوئی حکم نہیں ہے۔ عقیدہ
کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ طرز کلام پر نظر ڈال لے۔
اگر حضرت عیسیٰ کو دعویٰ الوہیت ہوتا تو پھر طرز کلام دوسرا
ہوتا۔ اس طرز کلام سے عبدیت ہی کا اظہار ہوتا ہے۔
انصاف پسند طبائع کے لئے یہ دلیل کافی ہے اور حجت ختم

تعالیٰ کی وحدانیت کی تلقین کی تھی مگر یوں اور یوں خدا وادیوں نے جو فلاطون کے پیرو تھے مذہب عیسائی کی وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب اور پارہ پارہ کر دیا اور اس میں فلاطون کے غیر مفہوم مسئلہ تثلیث کو داخل کر دیا بنیاد مسئلہ یہ ہے کہ فلاطون نے اللہ تعالیٰ کی دو صفوں کو دو جسم فرض کیا ہے۔

اگر لوک صاحب کی رائے درست ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت کے قائل ہیں اور ان کے معجزات کا دل سے یقین کرتے ہیں تو وہ عیسائی نہیں مانتے۔ ہر دہلیم جو نیر کی کتاب موسوم بہ انشیا ملک ریو یو جلد اول صفحہ ۳۷ میں معلم اسپرنگر صاحب کا قول ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی افراط سے خدا کی بابت ملک عرب میں داعی اور داعی بات پھیل گئی۔

ہندوستانی نو جوانوں کو خط مطبوعہ مشن پریس الہ آباد۔ ۱۸۶۹ء مصنفہ پادری واشٹر صاحب جلد ۲ میں لکھتے ہیں کہ ذات الہی کی بابت جو کچھ عقیدہ داعی (در صبح) ہے اسلام کے سبب اہل عرب میں پھیل گیا۔

ان سب باتوں کے علاوہ اب آخر میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صاف صاف غیر مبہم ارشاد اور سن لیجئے۔ آپ نے صاف صاف فرمایا کہ نہ ہر ایک جو مجھے خدا کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا نہ وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اس دن ریختے قیامت کے دن ابھیرے مجھے کہیں گے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کمالات ظاہر نہیں کیں اس وقت میں ان سے صاف کہوں گا میں

نام سے بتسمدے کر شاگرد کرو! تو اس کا جواب ادل تو یہ ہے کہ یہ تعریف محض ہے اور کسی کا من گھڑت اضافہ کیونکہ یہ بات حوالہ بالا کے علاوہ کسی اور انجیل میں موجود نہیں ہے اتنی اہم اور ضروری بات اور پھر صرف متی کے علاوہ کسی اور انجیل میں اس کا ذکر تک نہ ہو۔ اگر واقعی صحیح اور صحیح بات تھی تو دیگر انجیلوں میں بھی اس کا ذکر آنا ضروری تھا۔ اور بغرض محال اگر ہم اس کو مان بھی لیں تو اس کا وہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا جو عیسائی دینا لیتی ہے۔ یہ صے اور صاف لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو خدا اور رسول کے نام پر بتسمدے کر شاگرد کرو۔ اور خدا کے نام کے ساتھ پیغمبر کا نام آنا تعجب نیز نہیں ہے بلکہ ایمان کا جزو لازم ہے۔ خدا کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ رسول کی رسالت کا انکار ایماندار کا کام نہیں۔ خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت دونوں کا اقرار ضروری ہے۔

جان دیون پورٹ صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کے اصول میں سب کو اتفاق ہے۔ اور جس میں کوئی ایسی نہ اور پیچیدگی نہیں جو مذہب دینی مان یعنی پڑے اور سمجھ میں نہ آئے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ یوحنا اور گبن اور یوسن اور دیگر مورخین نے یہ بات بڑی محنت سے ثابت کی ہے کہ عیسائی عقیدہ تثلیث کا وہ بنیادی مسئلہ جو یوحنا مادل ۵ باب ۷ میں درج ہے جس کا حوالہ ضنون کے شروع میں آچکا ہے بالکل مصنوعی ہے اور کان مٹ خود اس بات کا مقرر ہے کہ اس آیت کو میں نے کسی قدیم انجیل کے نسخہ میں نہیں پایا۔ حضرت عیسیٰ نے مرث خدا نے

تمہے کبھی واقف نہ تھا۔ اسے بدکار و مرے پاس سے دور ہو
انتہی (نئی باب ۳۱-۳۲)

اس سے ظاہر ہے کہ مسیح کو خداوند خداوند کہنے والے
یہنے مسیح کی الوہیت کے قائل کبھی بہشت میں داخل نہ ہو گئے
بلکہ بہشت اور نعمات انہیں کے لئے ہے جو سانی باپ کی
مرضی اور شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔

شریعت لینے تو رہت میں صاف لکھا ہے وہ خداوند
جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے۔ نرس باب ۲۲-۲۳ اور
استگنا باب ۴ و ۵۔

اور خود حضرت داؤد فرماتے ہیں تو ہی اکیلا خدا ہے
(داؤد کی گمانہ ۸۶ زبور ۱۰) خدا وحید حکیم اور ہمارا اچانے
والا ہے (یہودا ۲۵ آیت) واحد دانا خدا رویوں کا
(۱۶ باب ۲۴) اور اول ططاؤس باب ۷ میں ہے۔ اب
ازلی بادشاہ غیر فانی نا دیدنی واحد حکیم خدا کی عزت
وجلال ہمیشہ ہمیشہ کو ہو ۱۰ میں اسی طرح انگریزی بائبل
جہری مطبوعہ لندن شمارہ کے ۸۶ زبور ۱۰ میں ہے اور
بائبل فارسی مطبوعہ لندن شمارہ کے ۸۶ زبور ۱۰ میں ہے
زیر کہ تو عظیمی و اعمال عجیبہ را بجای آوردی تو بہ تنہا خدا کی
الحز اسی طرح ۲۶ زبور ۴ اور ۲ زبور ۱۸ میں بھی ہے
اور اسی طرح متی ۲ باب ۱۰ میں بھی ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ خدا تعالیٰ
اپنی خدائی میں لاشریک ہے! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ
صرف یہ کہ خدائی کے سہم پر شریک نہیں ہیں بلکہ خود
بھی اپنی الوہیت کے دعویٰ کی تردید کرتے ہیں۔
چنانچہ اس قسم کے عقیدہ رکھنے والوں کو قیامت
کے دن دھنکار دیں گے۔ اور یہ تو وہ لوگ ہوں گے

جنہوں نے آپ کے نام سے منادی کی ہوئی اپنی بزدلی
و ریاضت کے سبب لوگوں کو کراہتیں دکھائی ہو گئی۔ نہ
ان کی کراہتیں کام آئیں گی نہ ان کی بزدلی۔ وہ اس
غلط عقیدہ کی بنا پر بہت سے محروم ہوں گے تو وہ
عیسائی جو حضرت عیسیٰ کو خدا کہتے ہیں۔ اور وہ کراہتیں
بھی نہیں دکھا سکتے تو کی حشر ہو گا ان کا۔ کاشش
عیسائی دینا اس گور کہ دھندے سے باہر کل کر حق
وصواب کی پیروی کرے۔

اُچھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا
دعا علینا الا ابلاغ۔

نوٹ:- میضون امام المناظر مولانا سید صمد الدین محمد ابو منصور
(۱۹۶۷ء) کی کتاب "نورِ جاوید" سے ماخوذ و مستفاد ہے۔

امسال مجلس مرکزیہ حزب الانصار کا ستارہ ہواں
عظیم الشان سالانہ

مورخہ ۱۳-۱۵-۱۶۔ حج ۱۹۷۹ء بروز جمعہ بیفتہ اتوار
مقام جامع مسجد بھیرہ منعقد ہوگا شائقین اس
نادر موقع میں شمولیت کے لئے تاریخیں نوٹ کر لیں
ناظم حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

”احل کتاب“

(از مولانا خلیل الرحمن صاحب قمر نعمانی کلیانہ)

مسلمانوں کا وہ سیاسی گروہ جو انگریزوں کو اہل کتاب اور ہندو کو مشرک کہہ کر انگریزوں کے ساتھ مودت و معادلت اور موالات کی دلیل جواز گھڑتا ہے۔ اگر یہ گروہ اپنے ارادوں اور نیتوں میں غلطی ہے تو امید ہے ہمارا یہ مضمون اس کے لئے مرہب بصیرت ہو گا مضمون ذیل مطالعہ کرنے کے بعد ادائے عقل و شعور رکھنے والا شخص بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اہل کتاب کا اطلاق کم از کم انگریزوں کی موجودہ نسل پر نہیں ہو سکتا۔ مشرک ہونے میں عیسائی اور ہندو دونوں برابر ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ ہندو کو مشرک سمجھنے والے مسلمان انگریز دوستی کو کیوں نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر مسلمانوں میں ہم مانتے ہیں نہ ایک کتابی مشرک سے افضل ہے مگر ہم یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ موجودہ انگریزوں کی یہی خالق اور بڑھاپا نہیں کہ یہ صا د حین کتابی نہیں تو تو کہتے ہیں کہ جو مسلمان تو نہ ہوں مگر خدا تعالیٰ کی نازلی کردہ کسی دیگر کتاب کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں انگریزوں کو اسی لئے تو اہل کتاب کہہ سکتے ہیں کہ وہ انجیل کے احکامات کے پیرو ہیں۔ اور آج کی صحبت میں ہم یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انگریز انجیل کے احکامات کی پیروی بالکل نہیں کرتے! خدا

(۱) ختنہ عیسائیوں کے اہل شریعت میں داخل ہے (۱ ج ۱۱ ج ۱۲ باب ۱۳) اور یہ اصلہا غ کو ختنہ کے قائم مقام ٹھہراتے ہیں جو حکم کھلا شریعت کی مخالفت ہے۔

(۲) سود نہ لینا شریعت میں داخل ہے (خروج ۲۳ باب ۲۵ - ۱ ج ۱۱ ج ۲۵ باب ۳۶ و ۳۷ - اشال ۲۸ باب ۸ وغیرہ۔ (۳) سور کا گوشت نہ کھانا شریعت میں داخل ہے۔ (۱ ج ۱۱ باب ۱۷)

(۴) عورتوں کو مہر دینا شریعت میں داخل ہے (خروج ۲۲ باب ۱۶ - پیدائش ۳۲ باب ۱۲)

اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جو شریعت میں داخل ہیں۔ مگر عیسائی سراسر ان کے خلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ شرابی کو انجیل میں جہنمی لکھا ہے (۱ ج ۱۱ باب ۹) اور عیسائی سرکشت کے دن اگر سس ڈے (شراب عبادت سمجھ کر پیتے ہیں۔ وقت عبادت جو آتا رہے گا حکم ہے (خروج ۳ باب ۵۔ اعمال ۷ باب ۳۳) اور یہ بجائے جوتے کے ٹوٹی آتا رہے۔ ختنہ کا حکم ہے (پیدائش ۷ باب ۱) اور یہ موتے زیر ناک نہک صاف نہیں کرتے! ختنہ تو یہی الگ۔

ظاہر ہوئے گا حکم ہے (۱ ج ۱۵ باب ۱۶ - ۱۹) اور یہ آبدست تک نہیں لیتے۔

کتنے کی قیمت تک خدا کے حضور میں ناپاک ہے (استغاثہ ۲۴ باب ۱۸) انجیل میں تو یہاں تک ہے کہ پاک چیز کا کتے کو چھونا تک منع ہے (متی ۷ باب ۱۶) اور کہ کتے بہشت میں نہ جائیں گے (مکاشفات ۲۲ باب ۱۵) اور یہ عیسائی کتے کو نہ صرف ناپاک ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس کے ساتھ کھانے تک میں دریغ نہیں کرتے۔

سور کا گوشت چھونا تک منع ہے (اجارہ باب ۲۶)
اور پینکڑوں سور ہضم کرتے ہیں
کتاب مقدس کو نہایت تکریم سے رکھنے کا حکم ہے۔
اجارہ ۲۶ باب ۱۵) اور یہ ذائقے اور پاؤں کے پاس رکھتے
ہیں۔ لکھے ہوئے درقوں سے نجاست صاف کرتے ہیں۔
خدا کے نام کی قربانی نکلانے کا حکم ہے (اجارہ باب)
اور یہ ذبح کے وقت بھی خدا کا نام نہیں لیتے۔ خدا کو ایک
جاننے کا حکم ہے (خروج ج ۲۰ باب ۳) اور میرا س کا شکار
تین تک بڑھاتے ہیں۔

ناج دیکھنے اور گانا سننے کی اجازت نہیں (رومن تفسیر
متی ۱۲ باب ۶ صفحہ ۱۱۳) اور یہ خود ناپچتے اور گاتے ہیں
بلکہ گانا عبادت کا جز بنا رکھا ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو خدا کا بندہ اور رسول
کہا ہے (مرقس ۶ باب ۴ یوحنا ۱۲ باب ۴۹) اور یہ مروت
حضرت مینسی کو بلکہ خود اپنے آپ کو بھی خدا کا فرزند سمجھتے ہیں
سینجر کو سبت (یوم مقدس) سمجھ کر عبادت کرنے کا حکم
ہے (خروج ج ۲۰ باب ۸ و ۹) اور انہوں نے اتوار کو سبت سمجھ
رکھا ہے۔

سود نہ لینے کا حکم ہے (اجارہ ۲۵ باب ۳۶ و ۳۷) اور
یہ اس کے خلاف تجارتی کو ٹھیاں قائم کرتے ہیں۔ عدالتوں
سے سودی ڈگریاں حاصل کرنے میں گویا نہ صرف خود
سود لیتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی دلاتے ہیں۔
یہ بیکنگ سسٹم، ادویہ کمپنیوں کا جال، آخری سودی
کارہ بار نہیں تو اور کیا ہے۔

عورت کو مرد کے تابع رہنے کا حکم ہے (اول پطرس ۲
باب ۹) اور ان کے ہاں مرد عورت کا تابع ہے۔

اگر کوئی یہابی کہلا کر حرام کار یا لالچی، یا بت پرست
یا گالی دینے والا یا شرابی، یا ظالم ہو تو اس سے صحبت نہ رکھئے
بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانے کا حکم ہے (گلتیوں
کا ۲ باب ۱۲ یوحنا ۴ باب ۹) اور یہ ہر ظالم اور شرابی
حرام کار کے جسگری دوست ہیں۔

غرض عیسائیوں کا کوئی عقیدہ اور کوئی عمل شریعت عیسوی
کے مطابق نہیں۔

پھر تعجب ہے ان سادہ لوح مسلمانوں پر جو ان کو باطل کتاب
سمجھتے ہیں۔

ہندو اگر بتوں کی پوجا کرنے اور ان کو خدا کا سہم شریک
سمجھنے کے سبب مشرک ہیں تو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی الوہیت کا عقیدہ رکھنے کے باوجود مشرک کیسے نہیں ہو
سکتے!

صلوات عام ہے یا دان نکتہ وال کے لئے

دارالعلوم محمدی کو جامعہ کر دیا گیا

دارالعلوم محمدی ضلع جھنگ کے یوم ستائیسہ، ۱۲ محرم الحرام موافق
۱۳ دسمبر کو ایک خاص اجلاس میں دارالعلوم کے بلند نسب ائمین اور
اہم عظام کی بنا پر جو کل اہلی اس کا آئندہ نام جامعہ محمدی قرار
دیا گیا ہے۔

اور سسرکاری طور پر بھی مقامی ڈاک خانہ کا نام جامعہ
محمدی شریف مسطور ہو گیا ہے۔ لہذا آئندہ تمام خط و کتابت
”جامعہ محمدی شریف کے نام سے ہونی چاہئے“

(محمد ذاکر غفرلہ ناظم عمومی ادارہ ہدایا)

مرزائی جماعت سے ایک سوال

کیا مرزا صاحب نے مسلمانوں کو اسلام کا صحیح تصور دیا؟

(از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب)

اسلام نے مسلمانوں کو قرآن مجید اور فرقان حمید رحمت فرما کر تاکید و ہدایت کی تھی کہ تم بہترین امت ہو، تمہارا کام بنی نوع انسان کی خدمت و خیر خواہی اور قیادت رہنمائی ہے۔ تم اقوام عالم کے نگران اور من عالم کے محافظ ہو۔ اپنی جمیعت اور شیرازہ بندی کو قائم رکھو، آپس میں بھوٹ نہ ڈالو، امت میں اختلاف برپا نہ کرو۔ اور اپنے تمام افکار و اعمال کو کتاب اللہ کے مطابق بنا لو۔ ساتھ ہی یہ بھی واشگاف طور پر بتل دیا گیا تھا کہ یہ امت امت واحدہ ہے۔ جس کا خدا ایک، قرآن ایک، نبی ایک، قبلہ ایک اور نصب العین ایک ہے پس دین کو قائم کر دو اور اس میں اختلاف نہ کرو۔ قانون الہی کی ٹھیک ٹھیک اور پوری پابندی کرو۔ اور دنیا پر چھا جاؤ۔ جب تک مسلمان اس ہدایت پر عمل پیرا رہے۔ اور ایمان و عمل صالح کی صحیح روح کے مالک رہے اس وقت تک دنیا میں فائزہ امراں اور شاد کام رہے لیکن جب ان کے دل و دماغ بگاڑ گئے، نبیوں میں فساد آگیا، آخرت سے منہ موڑ کر متاع دنیوی پر مرنے لگے اور جہاد فی سبیل اللہ و صفائے الہی کے ولولہ سے ان کے سینے خالی ہو گئے تو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں خلافت راشدہ کو کھو دیا۔ اور اس کی جگہ اپنی ملوکیت قائم کر لی نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی جمیعت و شیرازہ بندی ٹوٹ گئی اور امت واحدہ

ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دنیا میں ذلیل و خوار ہو گئی۔ انہوں نے خلافت الہیہ سے منہ موڑا، دنیا بھر کی غفلتوں، کج بینیوں، غلط اندیشیوں، بگڑا بیوں، نسلوں، خاندانوں، جنسیوں، نسلوں اور بربادیوں کو موقع دیدیا کہ وہ امت مسلمہ کا طرہ امتیاز بن جائیں۔ فوجت باغیخارید کہ وہ امت جس کو اسلام نے خیرالام بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور جو اقوام عالم میں اپنے اسلامی افکار و اعمال اور ایمانی خصائص و اوصاف کی وجہ سے ممتاز تھی وہ آج دنیا کی دوسری قوموں کی طرح محض ایک قوم بن کر رہ گئی ہے اور اسے اپنا نصب العین بھولے سے بھی یاد نہیں آتا۔

خلافت الہیہ سے منہ موڑنے کا انجام و مآل

چاہیے تو یہ تھا کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں پھر سے ایمان و عمل صالح کی صحیح روح حاصل کرتے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کی کوشش کرتے اور ایک ایسی جنتی مگر انہوں نے اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا۔ علمائے حق اور صلحائے امت نے ہر زمانہ ہر ماحول اور ہر حالت میں ان کو عبدیت الہی اور رجوع الی الاسلام کی دعوت دی۔ اور دنیا سے اپنا فرض منصبی ادا کر کے سدھارے۔ مگر مسلمان اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ اسلامی فکر و نظر اور اسلامی ہیت

راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرتی رہے۔

اسلام کا بگڑا ہوا تصور اور فرق بندی

جب مسلمانوں کی نگاہوں سے اسلام کا یہ تصور اور جہل ہو چکی کہ وہ ایک مکمل نظام حیات اور انقلابی دعوت ہے تو اسلام کا تصور بہت آسان ہو گیا کہ وہ توحید و مسالمت کا اقرار کرے کہ اگر فرض و عبادت، نکاح و طلاق کی تعلیم اور اخلاقی ہدایات دے کر مسلمانوں کو آزاد چھوڑ دینا ہے کہ وہ اپنے عقائد و عبادات کو محفوظ رکھنے ہوئے دنیا میں جس طرح چاہیں زندگی بسر کریں۔ جو نظام حکومت بھی ان پر مسلط ہو اس کو خدا کی رحمت کا سایہ اور حاکم وقت کو ادلی انار سمجھیں، کفر کی حکومت فعل اسلام کی تبلیغ و اشاعت آزادانہ کریں، اللہ کو سجدے کر کے اور نبی کو درود پڑھ کر یہ سنی کریں اور گاڑی حکومت وقت کی کھینچتے رہیں۔ اللہ رسول کو بھی راض نہ کریں۔ اور حاکم وقت کے اہم و پر بھی بل نہ آنے دیں۔ اگر حاکم وقت کا اشارہ ہو تو مالک اسلامیہ کو اپنی قوت بازو سے فتح کر کے ان کے قدموں میں ڈال دیں۔

جہاد کا مفہوم صرف اتنا نہ گیا ہے کہ زبان اور
 قلم سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی جائے اور گویا
 مسلمانوں نے بادشاہوں کے نام اعلان کر دیا کہ ہمارا
 مذہب بالکل بے ضرر ہے۔ آپ اسلام سے کوئی خوف
 نہ کریں اور آرام و اطمینان سے حکومت کرتے رہیں۔
 ہم نظام حکومت میں کوئی انقلاب برپا کرنا نہیں چاہتے
 نہ کسی نظام تمدن میں کوئی ترمیم و تدریج چاہتے ہیں اقتدار
 کسی کا بھی ہو اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں ہر اقتدار کے

و کہ وہ اسے محرومی نے غلامت سے سوا پیرانہ دیا کار اور بادشاہوں کو موقع دے دیا کہ وہ مسلمانوں کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیں اور مسلمانوں سے بجائے خدا کی اطاعت و بندگی کے اپنی اطاعت و بندگی کو لیں۔ چنانچہ علماء، فقہاء اور بادشاہوں کے سہارے تمام فقہاء، کھڑے ہوئے۔ پھر یہی تھا فقہی کلامی اور فلسفیانہ بحثوں نے امت واحدہ کے ٹکڑے ٹکڑے کیے۔ نئے نئے عقیدے بنے، نئے فرقے چلے جمے ہوئے اور بنام مذہبی، مہدی مسلح اور بنام پیدا ہوئے۔ کفر و شذک کے فتوے چلنے لگے۔ مسجیدیں، خانقاہیں اور مدرسے دھجک اور اکھاڑے بن گئے اور مسلمان آپس میں اس طرح جو تم پیزا رہے کہ اپنا سب کچھ کھو دیا۔ انہیں مسلمان بن کر دنیا میں رہنا تو آیا نہیں خیالی دنیا میں جا ایسے عقیدے کی بحثوں نے ان کو دنیا سے تو کھو دیا۔ عاقبت کی خبر سدا جانے۔ اپنا تخت و تاج تو کھو یا تھا۔ غضب تو یہ ہوا کہ ایمان اور اسلام کا صحیح تصور تک کھو دیا۔

یہ آپس میں لڑتے مارتے رہے اور کفار مشرکین نے
و بنیاد پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کی زندگی کا مقصد یہ قرار پایا
گیا کہ دنیا میں جو بادشاہ بھی خدائی کرنے آئے تھے اسلام
کے پیرو اس کی اطاعت و وفاداری کریں اور اپنا بیٹ
بھریں۔ پھر وہ ان اسلام کفر و شہرک کی حکومتوں کو چلائیں
ہر نظام تمدن میں باسانی کھپ جائیں۔ غیر اسلامی تحریک
کی حمایت و علبراد کریں اور یہ حقیقت ان کی نظروں سے
اوجھل ہو جائے کہ اسلام دنیا سے بغیر اسلامی نظام کو
مٹا کر اپنا عادلانہ مصلحانہ اور انسانیت نواز پروگرام
نافذ کرنا چاہتا ہے۔ امت مسلمہ کا یہی فریضہ ہے کہ وہ
ادیان ماطلہ کو مٹا کر دین حق کو غالب کرے اور اس

کیا ہے؟ بادحد اس لاعلمی و بے خبری کے دعویٰ انہوں نے ہزاروں کر ڈالے۔

حیرانی اور تعجب ہے کہ انہوں نے اسلام کی اصل دعوت کو سمجھے اور سمجھائے بغیر کس بل بوتے پر پیغمبر اور مجدد ہونے تک کا دعویٰ کر دیا، فردہ دین کی کونسی حقیقت ہے جسکو انہوں نے اجاگر کیا؟ وہ کونسا ایمان اور عمل صالح ہے جس کی طرف انہوں نے مسلمانوں کو دعوت دی؟ اور وہ اسلامی سیرت و کردار کہاں ہے جو انہوں نے اپنے متبعین میں پیدا کیا؟

ان بیکار اور لاعلم حاصل بحثوں سے کیا حاصل کرنے والے صیغ سے کیا مقصود ہے؟ ابن مریم مرگیا یا زندہ ہے؟ اور نبوت کا سلسلہ جاری ہے یا بند ہو گیا؟ اگر مرزا صاحب کی تحقیق کے مطابق ان عقائد کو اسی طرح مان لیا جائے جس طرح وہ مسلمانوں سے سونا چاہتے ہیں تو اس سے مسلمانوں کی زندگی میں کونسا تغیر و انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ دین حق کے عقیدہ اور دین باطل کی شکست کی کونسی راہ کھلتی ہے۔ اور طاغوتی نظام کا کیا بگڑتا ہے؟ جبکہ ان کو بنی یا محمد دمان کران کے پیرو بدستور نظام باطل کے قیام و استحکام کا ذریعہ بنے رہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب نے مسلمانوں کو اسلام کا صحیح انقلابی تصور دیا؟ کیا انہوں نے مسلمانوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلایا کہ اسلام دنیا سے ہر ظالمانہ و فسادانہ نظام کو مٹا کر اپنا نظام قائم کرنا چاہتا ہے تاکہ دنیا میں انسانیت کا بول بالا اور ظلم و فساد کا منہ کالا ہو۔ اور اس کا پیغمبرانہ طریقہ یہ ہے

ما تحت پرہمن باشند دل کی حیثیت ہے ہمارا مسلک ہے بشرطیکہ وہ ہمیں نماز و روزہ و تبلیغ اسلام کی آزادی دیدے اور حکومت دقت کی وفاداری ہمارا دین ایمان ہے۔

جب مسلمان یوں کفر و شرک کی حکومتوں کے خادم اور خواہ بن گئے۔ اور غیر اسلامی نظاموں کے ماتحت آرام کی زندگی بسر کرنے لگے تو ہلکے سوز اور پیرانہ دیا کا عقیدہ مندوں کی بحثوں کے لئے فارغ ہو گئے اور خدمت دین یوں ہونے لگی کہ اسلام کے نام پر شرک و بدعت کی گرم بازار ہا کر دی۔ خود ساختہ عقائد و اعمال کی بنیاد پر الگ الگ فرقے بن گئے قرآن وحدیث سے ہر مدعی علم نے جو کچھ سمجھا اسی کا نام اسلام رکھ دیا۔ ہر شخص مجتہد بن گیا خود نہیں بدلے اسلام کو بدلتے چلے گئے خود ناجی بنے اور دوسروں کو ناری بنا دیا۔ غرض یہ کہ مسلمانوں میں جتنے بھی نئے عقیدے پیدا ہوئے جتنی بھی گمراہیاں پھیلیں، جتنے نئے بھی آئینے، جتنے مدعی بھی کھڑے ہوئے اور جتنے کفر کے فتوے بھی چلے سب کی بنیاد اسلام کے بگڑے ہوئے تصور پر تھی اور اسی بگڑے ہوئے تصور پر قادیانی نبوت نے جنم لیا۔

مرزا صاحب اسلام کے صحیح تصور سے نا آشنا تھے

میرا دعویٰ ہے کہ مرزا صاحب نے سرے سے بھی نہیں سمجھا کہ فی الواقع اسلام کا مشن اس دنیا میں ہے کیا؟ انہیں کبھی معلوم نہ تھا کہ نبی دنیا میں کیوں آئے تھے اور وہ ہدایت اور دین حق کیا ہے جسکو لے کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں آئے؟ اور دین حق کو دیاں باطلہ پر غالب کرنے کا پیغمبرانہ طریقہ

حضرت حسن بصری کے حکیمانہ اقوال

(۱) اولیٰ کے بدلنے سے اصلاح ممکن ہے نہ کہ جو ردِ ظلم سے
(۲) اللہ تو بہ کے ذریعے حالت کو بدلتا ہے نہ کہ تلوار کے زور سے۔

(۳) اہل ہوس کی صحبت سے بچو، نہ کہ ان سے مناظرہ کرو، نہ ان
کی گفتگو سنو۔

(۴) ہنگامی کی اولین شرط یہ ہے کہ جب انسان گھر سے نکلے
تو جس پر نظر پڑے اسے اپنے سے بہتر سمجھے۔

(۵) کسی ایک آدمی کی دشمنی کے بدلے ہزار آدمی کی دوستی
بھی مست خریدو۔

(۶) دنیا تمہاری سواری ہے، وہ تمہاری سواری ہے، تمہیں
سوار کرے گی، لیکن اگر وہ تم پر سوار ہو گئی تو تمہیں برباد کر
ڈالے گی۔

(۷) ایک اعرابی نے آکر صبر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا
صبر کی دو قسمیں ہیں ایک مصائب پر صبر کہ نادوسرے جن

ہیزوں سے اللہ نے مدد کا ہے ان سے باز رہنا۔

پھر آپ نے دونوں قسمیں تشریح کی سمجھائیں، اعرابی آپ
کی گفتگو سے متاثر ہوا، ارکھنے لگا میں نے آپ سے زیادہ ماہد
کسی کو نہیں دیکھا اس پر آپ نے فرمایا:۔

سنو مصیبتوں پر یا اللہ کی تمنیٰ کی بولنی جنوں سے صبر کرنا
دوزخ کی آگ سے بچنے کے لئے ہے اور برائیوں سے اجتناب کرنا

دنیا میں میرا مذہب برتاؤ محض اہمیت ہوا ہے کہ اسے چھوڑ
عین طلب گاری ہے، یہی حقیقی صبر و زہد ہے جو اس لئے ہے

بلند ہو کر حاصل سو فیصد وقت حق کے لئے ہے، کہ نہ وقت و اعتدال
سے فائدہ اٹھانے کے لئے، اور یہی افلاسِ دُعا و مستجاب

سمجھی جائے گی۔

اگر اسلام یہ نہیں چاہتا کہ دنیا سے انسان کی ملکیت
اور قانون سازی مٹے اور اللہ کی حکومت قائم ہو، تو
پھر بتلایا جائے کہ اسلام سیاسی و تمدنی امور میں کیا
چاہتا ہے؟

اگر اہل قلم مرزا ائی حضرات میں سے کسی صاحب
فہم و فکر بھائی نے مرزا صاحب کی تحریروں سے
یہ ثابت کر دیا، اور یہ کہ انہوں نے مسلمانوں کو اسلام کا
صحیح تصور دیا اور کائنات انسانی کے سامنے وہی
دعوت رکھی جو انبیاء علیہم السلام دیتے آئے تو میں بڑی
خوش دلی کے ساتھ اپنا یہ دعویٰ واپس لے لوں گا کہ مرزا
صاحب سرے سے اسلام کی انقلابی دعوت ہی سے
نا آشنا تھے، نہ صرف یہ کہ میں یہ دعویٰ واپس لوں گا
بلکہ پھر ٹھنڈے دل سے دیکھوں گا کہ انہوں نے ایسا
اسلام کس لئے کیا کیا؟ اور اپنے متبعین کو کونسی پاکیزہ
و بلند اسلامی زندگی بخشی؟

ختم نبوت و اجراء نبوت اور حیات و وفات مسیح
بعد کی چیزیں ہیں ان کی حقیقت اہل علم حضرات کی نگاہوں
سے اوچھل نہیں بسد، طیکہ وہ فہم قرآن کے اہل ہوں
لہذا میں ان بحثوں میں الجھنا نہیں چاہتا۔ ہمارے
علماء نے ان متناقض کو بے نقاب کر کے دنیا کے سامنے
رکھ دیا ہے، تعصب اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج
نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے صحیح فہم و عمل
کی ذینق عطا فرمائیں۔

سُرّ فِض

امامت اور اختلاف

(از مولانا محمد حسین صاحب شوق پبلیکائی)

واللہ ولی التوفیق وهو خیر الموفقین۔

(۱) امامت اور خلافت ایک چیز ہے یا علیحدہ علیحدہ (۲)
امامت اصول دین میں سے ہے یا نہ (۳) کیا امامت مخصوص
ہوتی ہے اور امام کے لئے معصوم ہونا شرط ہے یا نہ (۴)
خلافت منصوبہ من جانب اللہ میں اختلاف کا نمونہ (۵) امامت
مسئلہ کے لئے کونسا اختلاف رحمت ہے اور کونسا باعث
غذاب ہے۔

امام کے کہتے ہیں | قرآن کریم میں لفظ امام بمعنی نبی پیشوا
رئیس اور کتاب وغیرہ دینہ کے استعمال فرمایا گیا ہے اور
کتب لغت سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ قاموس جلد
۵ میں ہے الامام الخاتم بمن رئیس وغیرہ یعنی امام وہ ہے
جس کے حکم کی اطاعت کی جائے وہ بادشاہ ہو یا رئیس وغیرہ۔
بیچ البدلۃ جلد ۲ ص ۱۵ میں سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے
ہیں۔ انما الشوریٰ للہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی
رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی شوریٰ ہاجرین
اور انصار کا حق ہے پس جس شخص پر وہ اتفاق کر لیں اور اس
لئے بیچ البدلۃ اور احتیاج طریک کے حوالے اکثر نقطہ اشتراک فرمایا اور
ابوالامریٰ تعلیم معتقد مولوی عبدالشکور صاحب لکھنؤ سے نقل
کئے گئے ہیں۔ لہذا ان کی صحت کے لئے ان ہر دو اشخاص کا نام
سے دینا ہی کافی ہے یعنی لفظوں میں نسخوں کے اختلاف کی وجہ
سے اختلاف ہو جاتا ہے جس سے مسجد اراچی صحیح لفظ کا اندازہ
موجود کر رہا ہے۔

اہل تشیع کے نزدیک باقی مسائل سے قطع نظر مسئلہ امامت
میں قدر اہم ہے شاید کوئی دوسرا مسئلہ ہو اور جس قدر
ہم ہے اس قدر مختلف فیہ اور اختلاف کا یہ کربہ منظر جو
سلسلہ مذکور کے مفترعین کے ہاں دکھائی دیتا ہے دنیا کے کسی
دوسرے مذہب کے اصولی مسائل میں موجود نہیں فرقہ مذکور
اجماعی عقیدہ ہے کہ امامت ایسے مصالح عامہ میں سے نہیں
ہے اس کا تقرر اور تعین عام امت مسلمہ کے اختیار میں ہو بلکہ
امامت دین کا ایک رکن رکین ہے اور اسلام کے احکامات
میں سے ایک ہے بنی پر لازم ہے کہ امام مقرر کرنے میں غفلت
سے کام نہ لے اور امام کا تقرر اپنی زندگی میں خود کر جائے
بلکہ امام من جانب اللہ مخصوص ہوتا ہے یعنی امام کا تقرر خود
نہ تعالیٰ پر واجب ہے اور ایسا شخص امام مقرر ہو سکتا ہے
وکی اور ضامن سے انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم ہو۔
امام عام ہے ظاہر ہو یا مخفی خواہ وہ اختلاف لوگوں کے وقت سے
ہوں نہ ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فصل سیدنا
حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
طو رخصب تغلب اور حیل سے ایمر بن گئے تھے یہ عقائد شیعہ کے
نام فرقوں کے نزدیک جمع علیہ ہے گو حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے بعد تعین امامت میں اہل تشیع کے فرقے آپس میں شدید
قسم کا اختلاف رکھتے ہیں مقالہ حاضر میں عنوان مذکورۃ الصلہ
میں جو چند گزارشات بدیہ ناظرین کی گئی ہیں ان کے ضمن میں
مندرجہ ذیل امور پر نہایت مختصر طریقہ سے تبصرہ کیا گیا ہے۔

بلا ضرورت کذب پر حمل کرنا کتنی بڑی جرات ہے کیونکہ الزام کے لئے تو نقطہ بیعت کا ذکر کافی تھا۔ پھر خدا تعالیٰ پر بھی بہتان طرازی کہ اللہ تعالیٰ بھی اس بات پر راضی ہیں۔ معاذ اللہ معاذ اللہ علاوہ انہیں دلیل الزامی کے لئے مسلمات خصم کا ذکر ضروری ہوتا ہے اور فقط جہا جہا اور انصار کا اجماع امیر معاویہ کے نزدیک صحت امامت کے لئے کب مسلم امر تھا۔ ان کے نزدیک تو مسلمانوں کی جماعت خواہ وہ شامی ہو یا عراقی ایسے شخص کو امام منتخب کر لے جو حکومت اور انتظام کی اہلیت رکھتا ہو کافی ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

کیا امامت اصول دین میں سے ہے | قرآن کریم

اور احادیث نبوی علیہ التہنید والتسلیم میں جہاں بھی اصول دین بیان فرمائے گئے ہیں وہاں کسی جگہ بھی دلالت یا اشارہ امامت کا ذکر نہیں فرمایا گیا۔ لیکن شیعہ حضرات کے نزدیک امامت اساس اسلام ہے بلکہ چار بنائوں سے افضل ہے۔ ملاحظہ ہو اصول کافی ص ۳۶ عن ابی جعفر علیہ السلام قال: بنی الاسلام علی خمسہ اشیاء علی الصلوٰۃ والذکر والحق والحق والولایۃ قال: ولایۃ من ذلک ان فضل فقال: الولایۃ ان فضل ابی جعفر علیہ السلام یعنی امام محمد باقرؑ نے کہا اسلام کی بنیاد پنج ہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ اور ولایت (امامت) زراہ نے سوال کیا کہ ان میں سے کونسی چیز افضل ہے تو اب نے فرمایا امامت افضل ہے لیکن عام طور پر مشہور یہ ہے کہ شیعہ کے نزدیک اصول دین چار ہیں۔ توجہ عدالت نبوت امامت اور حضرت ائمہ علیہ السلام کے اعلان فرماتے ہیں کہ امامت سب سے موکد ہے اور تعجب ہے کہ قرآن و حدیث میں ایسی مؤکد

کو اپنا امام مقرر کر لیں۔ اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے لغات حرب اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس زمان سے بالکل واضح طور پر معلوم ہوا ہے کہ لفظ امام متعدد طور پر بغیر قرینہ خلیفہ کے معنی میں مستعمل ہوتا رہتا ہے جیسا کہ حدیث الائمۃ من القریش سے ظاہر ہے۔ قرآن کریم میں جہاں لفظ امام بمعنی پیشوائے دین، مرشد اور پادری کے مستعمل ہوا ہے وہاں تصرف فی الارض ممکن غلبہ اور ثبوت وغیرہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ قولہ تعالیٰ جعلناہم ائمۃ یہدوون بامرنا واجعلنا للمتقین اماما۔ اور جہاں خلافت ملکوت وغیرہ کا تذکرہ ہے وہاں نفاذ حکم اور تصرف فی الارض کا ذکر ساتھ فرمایا گیا ہے جو ممکن اور ریاست عامہ پر دال ہے قولہ تعالیٰ نزید ان نجعلہم ائمۃ ونجعلہم الودیین۔ وجعلکم ملوکا۔

وهو الذی جعلکم خلافت فی الارض الا یہ تو گویا امام اور خلیفہ میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے جو خلیفہ ہو وہ امام ضرور ہو گا جو امام ہے (یعنی ہو یا عرفی) ضروری نہیں کہ خلیفہ ہو۔ آپ کے مبارک الفاظ سے یہ بھی مراد واضح ہو گیا کہ امامت کے لئے اہل الراۃ کا مشورہ اور اجماع لازم ہے جس پر وہ اتفاق کر لیں وہ امام یعنی خلیفہ ہے۔ اور جس کو مسلمان پسند کریں اللہ تعالیٰ بھی اس کو پسند فرماتا ہے یویدہ ما ناک المؤمنون حسنا فمنہم اللہ حسن حضرت علی کریم اللہ وجہہ کے بچوں قسم الفاظ کے بواب میں شیعہ صفات اکثر اوقات ہانک دیا کرتے ہیں کہ یہ دلیل الزامی ہے جو مسلمات خصم میں سے تھی۔ اس لئے آپ نے اس سے استدلال فرمایا۔ لیکن اس کلام کا ہر لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے نہ تحقیق دلیل ہے اور اپنی خلافت کی حقیقت کی اثبات کے لئے فرمائی گئی ہے بیاق و مباح سے چشم پوشی کر لینے کے بعد امام معصوم کی کلام کو

انے اسلام کا نہیں ذکر تک نہیں اب اور سنئے احتجاج طبری
 لکھا میں ہے کہ ایک روز میر معاویہؓ کے دربار میں اہل علم کا
 مجمع ہوا۔ ان میں حضرت حسینؓ عبداللہ بن عباسؓ اور ان
 کے بھائی فضلؓ عمر بن ام سلمہؓ اور اسامہؓ موجود تھے حضرت
 امام حسنؓ مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا "میں ایک
 بات کہوں گا جس کے سننے اور سمجھنے کی (اے معاویہ) تم اہلیت
 نہیں رکھتے لیکن میں اس لئے کہوں گا تاکہ اس کو میرے
 خاندانی بھائی کو میرے ارد گرد بیٹھے ہوئے میں سن لیں تحقیق
 مسلمانوں کا دین کی باتوں پر اتفاق ہے اور ان باتوں کے
 متعلق ان میں کوئی اختلاف اور ٹھگڑا اور فرقہ بندی نہیں
 انہیں میں سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ اور پانچ وقت
 کی نمازیں اور زکوٰۃ ہے اور رمضان کے چھینے کا روزہ اور
 بیت اللہ شریف کا حج کرنا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی متفق
 علیہ چیزیں ہیں جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا
 یہ مسلمانوں کا چودہ ذرا۔ بھوت قطع رحی خیانت اور
 بہت سے کن اوں کے حرام ہونے پر اتفاق ہے جن کا شمار
 اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا مسلمانوں کا اختلاف اگر
 ہے تو چند منتوں کے متعلق ہے جن میں وہ لڑائی کر کے فرتے
 ان گتے میں اور نہ پس رہن ایک دوسرے کو لخت کرتے
 اور یہ مابہ اختلاف مسئلہ امامت ہے ایک دوسرے
 سے تبرا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں
 ہر ایک کہتا ہے کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں سو ایک فرقہ
 لیکر جاتا ہے اللہ اور سنت نبویؐ کا منبع ہے پس ہر شخص
 ان باتوں پر عمل کرے جو میں تمام اہل قبلہ کا اتفاق ہے
 کسی کا اختلاف نہیں اور جن باتوں میں اہل قبلہ کا اتفاق
 ہے ان کا علم اللہ تعالیٰ کے حوالے کرے تو ایسا شخص دوزخ

سے نجات پا جائے گا اور جنت میں داخل ہوگا" انہیں خیالات
 کی وجہ سے تمام شیعہ حضرت امام حسنؓ مجتبیٰ علیہ السلام سے
 ناخوش ہیں اور زندگی بھر آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچیں
 آپ کا خیمہ جلادیا سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ امام کے بچے کے
 مصلے بھی چھین لئے گئے۔ آپ کے تذکار مقدس کے لئے شیعہ
 حضرات کوئی مجلس قائم نہیں کرتے۔ آپ کی اولاد امامت کے
 فخر سے بالکل محروم ہے بلکہ امام برحق کی باغی اور جہنی قرار
 دی گئی حتیٰ کہ امام جہدی بھی آپ کی اولاد سے قرار نہیں دیتے
 گئے۔ معلوم نہیں خود حضرت امام پاک کو کیوں ان خطابات
 سے علیحدہ رکھا گیا ہے ہم کیا جانیں

رموز مملکت نوش خیر و خیر و خیر و خیر

ان اسرار و غوامض کو کچھ محب ہی جان سکتے ہیں۔ اب آپ
 غور فرما کر ارشاد فرمائیے کہ ہم کس کی بات کو سچا سمجھیں
 معشوق مابشیدہ ہر کس برابر است
 باماء شرب خور و دوزخ و دوزخ و دوزخ

کیا امامت منصوص ہے؟ جب امام کا تقرر لوگوں کے
 دینی اور دنیاوی مصالح کے لئے ہوتا ہے اور مومن اس لئے
 کہ وہ احکام خداوندی میں لوگوں کو کسبستی نہ کرنے دے تو
 اس کا تقرر بھی انہیں لوگوں پر واجب ہونا چاہیے اگر وہ خود
 قرآن اور شریعت کی طرح امر شرعی من جانب اللہ ہو تو باقی
 احکام کی طرح اس میں بھی تنور کا خطہ لاحق ہو جائے گا۔
 اور آیات الہی وجعلناہم امتد و فرید ان نجعلہم امتد و جعلہم
 ملوکا و نبیہ بو بنی اسرائیل کے بعض فرقوں کے لئے ارشاد
 فرمائی گئی ہیں ان میں سے کسی کے لئے بھی علیحدہ نص موجود
 نہیں حضرت علیؓ پنج برس بعد جلد اول طہ ۳ میں فرماتے
 میں آیکھا الناس از احق الناس بھذا الامر اوام علیہ

موقوف شدہ حدود قائم ہوں ان الفاظ سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ خلافت منصوص تھی۔ ورنہ بصورت نص قبول یا عدم قبول اصلاح نیت وغیرہ کا ذکر بالکل لغو ہے۔ اسی طرح شیخؒ پر فراتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب فی الخلافۃ عنہ ولائی الولاية اذبت وکنتم دعوتونی الیہا وعلمتونی علیہا اللہ کی قسم مجھے نہ خلافت کی کی رغبت تھی نہ حکومت کی حاجت بلکہ تم لوگوں نے مجھے خلافت کی طرف دعوت دی اور اس پر برکتیختہ کیا معلوم ہوا کہ آپؐ نے خلافت جاہلین اور انصاف کے شعور اور اہل الراہی مسلمانوں کے اصرار سے قبول فرمائی تھی۔ اگر اصول دین میں سے تھی تو پھر لائی ولایت اربتہ کہنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہمیں اور کان دین کی رغبت اور ضرورت نہیں پس شدہ قابل افسوس تخیل ہے عامی آدمی سے بھی ایسے الفاظ کا صدور و جرم ہے جہ چائیکہ امام اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پاک سے ہے

من از بینا نکاح ہرگز نہ نام

کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

ایک بڑی بات یہ ہے کہ خلافت اور امامت علیہ السلام اگر نص نہ ہوئی ہے تو وہ نص یا قرآن میں موجود ہوئی یا حدیث میں اور یہ دونوں موجود ہیں بلکہ نص ندارد ہے۔ اگر بالفرض کوئی آیت یا حدیث حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی امامت بلا نص پر نص ہے تو پھر وہ یا متواتر ہوگی یا خبر واحد عقائد میں خبر واحد کا اعتبار نہیں اور متواتر عقائد میں وہ کم از کم اہل بیت کرام یا خود حضرت علیؑ شیر خدا رضی اللہ عنہ تو اسے جانتے اور پیش فرماتے۔ حالانکہ مردود سے اس بات کا انکار مردی ہے کہ امرانفا بالفرض اگر نص متواتر

موجود تھی تو پھر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں تک نہ پہنچایا یا نہ اگر پہنچایا ہے تو پھر لوگوں نے ضرورت الظہار کے وقت اسے پوشیدہ رکھا یا ظاہر کیا ظاہر ہے کہ ظاہر تو نہیں کہا تو پھر بوقت حاجت الظہار نص کو پوشیدہ رکھنے سے احکام خداوندی سے امان بالکل آٹھ جاتی ہے۔ اور اخبار متواتر میں بھی جھوٹ کو راہ مل سکتی ہے۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نص متواتر کو لوگوں تک نہیں پہنچایا تو پھر وہ نص مکلفین پر حجت نہ ہونے کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند سے سفید دامن پر ترک تبلیغ کا بدنامہ ادغ آنا لازم ہے و جو باطل و علاوہ انہیں اگر نص موجود ہوتا تو ہر امام کے حق میں ہوتی اور وجود نص کی صورت میں اور امہ الظہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے متبعین میر تبیین اور تنقیض اور امامت میں اس قدر شدید اختلاف رہا نہ ہوتا۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن حلدونؒ حضرت علیؑ کی وجہ کی خلافت بن فصل کے متعلق شیعہوں کے دو گروہ ہیں ایک گروہ دوسرے صحابہ کو غاصب سمجھتا ہے اور ان کی میں قدح کرتا ہے یہ علاقہ کہلاتے ہیں۔ وہ ہمارے سادہ شیعہوں کے نزدیک مردود ہیں اس لئے ان کا ذکر لا طائل اور فنسول ہے شیعہوں کے دوسرے گروہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ کا امامت کے لئے تعیین احادیث منہ میں یہ صفات مختصہ آنجنابؑ ہے نہ شخص چونکہ اوامہ مذکورہ کے مصداق و اطلاق میں لوگوں کو دھوکا ہوا اور وہ حقیقت حال کو نہیں سمجھ سکے اس لئے وہ معذہ میں یہ لوگ زیادہ کہلاتے ہیں شیخین کے حق میں تبرائ ان کی امامت میں قدح نہیں کرتے اور ساقی علی کی فضیلت کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک مفضل

امامت افضل کی موجودگی میں جائز ہے۔

یہ گفتگو اور اختلاف تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات بابرکات کے متعلق ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر تعین امامت میں پھر اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا مذہب ہے کہ امامت صرف اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق ہے جو یکے بعد دیگرے امام ہو گئے۔ یہ امامیہ کہلاتے ہیں۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ امامت اولاد فاطمہ کا حق ہے لیکن بذاتِ نفسی بلکہ باقتیاد شیوخ یعنی شیوخ جسکو امام مقرر کر دیں ان کے نزدیک شرط ہے کہ امام عالم زاہد جو او شجاع ہو اور اپنی امامت کا مدعی ہو۔ یہ لوگ زید بن علی حسین الشہیدؑ کی طرف منسوب ہیں جو کہ زید یہ امامت شیعیان کے قائل ہیں اور تبرہا جانتے ہیں سمجھتے اس لئے امامیہ نے حضرت زیدؑ کی پیروی کو ترک کر دیا اور آپ کے منسوب امامت کے منکر ہو گئے۔ اسی وجہ سے یہ فرقہ ردِ افضل کے نام سے موسوم ہوا۔ تیسرے گروہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت امامین شریفین کے بعد امامت ان کے بھائی محمد بن حنفیہ کو ملی اور پھر ان کے بعد ان کی اولاد میں منتقل ہوئی۔ یہ فرقہ کیسان غلام محمد بن حنفیہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے کیسانہ کہلاتے ہیں۔

شیعوں کا ایک اور گروہ قابل ذکر ہے جو ائمہ کی الوہیت کے قائل ہیں۔ اور پھر گھر میں یہ لوگ دو قسم پر منقسم ہیں ایک وہ ہیں جو ائمہ کو صفات الوہیت سے متصف سمجھتے ہیں دوسرے وہ ہیں جو حلول کے قائل ہیں۔ ان کا عقیدہ اور عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ملتا جلتا ہے جب حضرت علی کو معلوم ہوا کہ بعض لوگ میری خدائی کے قائل ہیں تو آپ نے انہیں آگ میں جلوادیا۔ اور جب حضرت محمد بن حنفیہ کو ابن ابی عبیدہ کا حال معلوم ہوا کہ وہ مجھے ایسا ہی سمجھتا ہے تو سخت

برافروختہ ہوئے اور اس پر لعنت کی۔ اور ہرأت کا اظہار کیا۔ اسی طرح جب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ لوگ میرے متعلق بھی الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں تو آپ نے ان پر لعنت فرمائی۔

شیعوں کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ کسی امام کا کمال غیر امام کو نہیں ملتا جب کسی امام کی وفات ہوتی ہے تو اس کی روح وہ سرے امام کی طرف منتقل ہو جاتی ہے تاکہ اس میں بھی بعینہ وہی کمال پایا جائے۔ گویا یہ لوگ تسلسل کے قائل ہیں۔ انہیں میں سے ایک فرقہ واقفہ کہلاتا ہے جو فقط ایک کو امام مانتا ہے اور کہتا ہے کہ دوسرے کو امامت مل ہی نہیں سکتی۔ پھر ان میں سے بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ امام زندہ ہے لیکن خضر علیہ السلام کی طرح لوگوں کی نظروں سے غائب ہے اسی طرح حضرت علی کے متعلق بھی بعض دوا م حیات کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ بادل میں سوچ دیں رعد آپ کی آواز ہے اور برقی آپ کا کوڑا ہے۔ اور بعض محمد بن حنفیہ کی شان میں بھی اسی طرح مبالغہ کرتے ہیں کہ آپ اب تک سرزمین حجاز اور جبل رضوی میں موجود ہیں۔

فرقہ امامیہ میں سے جو لوگ عالی ہیں اور خصوصاً اثنا عشریہ کا بھی تقریباً یہی عقیدہ ہے وہ کہتے ہیں کہ بارہویں امام یعنی محمد بن حسن العسکری الملقب بہ مہدی شہر طہ میں اپنے گھر کے خانہ میں مع اپنی والدہ غائب ہو گئے ہیں اور قیامت تک چھپے رہیں گے۔ قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے اور دنیا کو عدل والفات سے بھر دیں گے۔ ترمذی کی حدیث سے سنہ پکڑتے ہیں اور سرحد و نماز مغرب کے بعد اس دراب پر مع گھوڑے جا کر گھر سے ہوتے ہیں۔ اور امام منتظر کا نام لے کر پکارتے ہیں اور ظہور کی اسناد کا کرتے ہیں۔ یہاں تک

دنیاوی حیات پائیں گے۔ یہی مسئلہ رجعت ہے۔ احد کعبہ
صاحب کہتے ہیں اور بنی اسرائیل کی ذبیحہ کے زمرہ ہر جانے
سے استشہاد کرتے ہیں
(باقی پھر)

کہ اندھیرا ہو جاتا ہے اور تارے چھٹک آتے ہیں اس
وقت اپنے اپنے گھروں کو چلے آتے ہیں۔ اور معاملہ کو دوسری
شب کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔ اس فرقہ واقفہ میں بے ایک
باعت کا خیال ہے کہ جو امام وفات پا چکے ہیں دوبارہ

اطلاعات مرکز حزب الانصار بھیرہ

تاریخیں ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ مارچ ۱۹۳۳ء مطابق
یکم - دو - تین جمیع مقرر کردہ گئی ہیں۔ انشاء اللہ
الحسنہ حسب دستور سابق بہترین مقررین و اطفالین
حضرات تشریف لائیں گے۔

مباحثین مرکز کا پروگرام

مولانا الحاج افتخار احمد صاحب امیر حزب الانصار نے
گزشتہ دنوں بھر تہہ ریشہ پورہ مسائل و مسائل - نمون
وصوہ (وصوہ) وغیرہ مقامات پر جلسوں میں شرکت
کی

مولانا محمد امین صاحب مبلغ حزب الانصار نے چکریہ مال
نور خانہ لاہور - نوٹہ - چک شیشا - چکانی - چکادیاں
کوٹ بھانچان - کالہہ - ٹیکڑا و نغانی - چک ملا
منڈہ کا چلہون وغیرہ وغیرہ مقامات پر دورہ
کیا۔ ہر مقام پر نہایت شاندار جلسے منعقد
ہوئے۔

ایسٹری

دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ قتالی نہایت شان و شوکت سے چل
رہا ہے۔ طلباء نہایت محنت سے مصروف تعلیم ہیں۔ شبہ تہیہ کے
ماہیت طلباء دارالعلوم عزیزیہ کی قسریہ تحریر و مشق مذکورہ کا
انتظام کر دیا گیا تاکہ طلباء ہر سفتہ انجمن اصلاح الکلام کا جلسہ منعقد
کے قسریہ اور مباحثے کر کے اپنی قابلیت بڑھائیں۔ طلبہ کیلئے
مطالعہ کتب اخبار و رسائل وغیرہ مہیا کئے جاتے ہیں گے۔

مولانا سید سراج الدین صاحب بعض ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے
تشریف لے گئے ہیں۔ اور ان کی جگہ مولانا عبدالحکیم صاحب کو
مقرر کیا گیا ہے۔ جو کہ ہر لحاظ سے مولانا موصوف کے بیل وقع ہونے کا
مدد رسد عربیہ و عربیہ | نہایت اچھے پیمانہ پر چل رہا
ہے۔ اور مولانا محمد رفیق صاحب کا حافظ حسن محمد صاحب
نہایت محنت سے تدلیس میں مصروف ہیں۔

تبہ ملی نظامت | مدرسہ عربیہ دار برٹن کے ناظم
حاجی نور احمد صاحب کثرت مشاغل کی وجہ سے مدرسہ کی طرف
پوری توجہ نہیں دے سکتے تھے۔ اسلئے ان کی جگہ اسحاق خان صاحب
صاحب کو ناظم مقرر کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز
آپ مدرسہ کی طرف توجہ مبذول کر کے اسکو عروج پر
پہنچائیں گے۔

جلسہ سالانہ حزب الانصار - جلسہ سالانہ کی

حضرت علی کی اُمیدواری خلافت

(از مولانا سید ابوالاعلیٰ امجدادی مدبر ترجمان القرآن)

سوال: جماعت اسلامی نے ارکان بالعموم موجودہ زمانہ کے جمہوری طریقوں پر جو تنقیدیں کرتے ہیں ان میں مغللوں و رباتوں کے ایک بات یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ جو شخص خود کسی منصب یا عہدے کا امیدوار ہو یا اس کا دعویٰ کرے اسلام کی رو سے وہ اس کا مستحق نہیں کہ اسے منتخب کیا جائے۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ جو خلافت کے امیدوار یا دعویٰ کرتے تھے اس کے متعلق کیا کہا جائے گا۔

جواب: حضرت علیؓ کی اُمیدواری و دعویٰ داری کا قصہ دراصل ایک بڑے قصبے کا جز ہے جس کی بنا بعض مخصوص روایات پر قائم ہے۔ اس جز کو کل سے الگ کر کے تنہا اس پر بحث کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔ اگر آپ اس جز کو مانتے ہیں تو اس پر سے قصبے کو مانتا پڑے گا جس کا یہ جز ہے۔ اور پھر اس پر بحث کرنی ہوگی۔

اس قصبے کی روایات بہت مشہور ہیں یعقوبی نے اپنی تاریخ میں متوفی بنی ساعدہ کے بعد کے واقعات کا جو نقشہ پیش کیا ہے اور ابن قتیبہ اپنی الاماۃ والسیاستہ میں جو نقشہ کھینچا ہے۔ اور ایسے ہی دوسرے لوگ جو روایات

اس سلسلہ میں بیان کرتے ہیں۔ وہ سب آپؓ نے سامنے منور ہیں۔ اگر آپ اس تاریخ کو بارہ کرتے ہیں تو پھر آپ کو محمد رسول اللہ۔ مبلغ قرآن۔ داعی اسلام مزی نقوس کی شخصیت پر اور ان کی تعلیم و تربیت کے تمام اثرات پر غلط فہمی کھینچ دینا پڑے گا۔ اور یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اس پاکیزہ قوم پر اس زمانہ کے ۲۳ سالہ تبلیغ و ہدایت سے جو جماعت بنی ہوئی تھی اور اس کی قیادت میں جس برکت سے یہ بدو و اہل و عیال و احباب کے دھڑے سر کر کے اسلام کا جھنڈا دیا ان بلند کرداروں کے اخلاق اس کے خیالات اس کے مقاصد اس کے ارادے اس کی خواہشات اور اس کے طور طریق عام دنیا پرستوں سے ذرا بھر مختلف نہ تھے۔

اس تاریخ میں بارے سامنے کچھ اس طرح کا نقشہ آتا ہے کہ ایک حوصلہ مند شخص نے کسی سال کی جانفشانی سے لڑ کر کہ ایک ملک فتح کیا تھا اور اپنے زور بازو سے ایک سلطنت قائم کر لی تھی پھر قضائے الہی سے اس نے وفات پائی۔ اس کا آنکھ بند ہوتے ہی اس کے رفیقوں اور ساتھیوں نے جو سب کے سب اسی کے بنائے ہوئے آدمی تھے۔ اور یہ یہ وہ تمام

کتاب الاماۃ والسیاستہ تحقیق میں کسی شیعہ مصنف کی تصنیف ہے جس میں اس عجیبہ فقط نگاہ سے روایات کو پیش کیا ہے۔ اور وہ ان میں مصنف ابوہریرہ بن قتیبہ (م۔ ۳۰۰) ہے جو اہل شیعہ مصنف کہلاتا ہے۔ اور نہایت سزاوارتہ العزیز صاحب نے فقط شیعہ تاریخ میں اور ابابکر ابن ابی شیبہ جو ایک تابعی کتاب کا مصنف ہے اور اس میں کیفیت کا وجہ سے لوگوں کو یہ ہو گا ہو رہا ہے کہ شاید مصنف کتاب محمد بن قتیبہ مدنی محدث و امام اہل سنت ہے کتاب الاماۃ والسیاستہ کے متعلق ایک حقیقی مضمون ہم نے رسالہ شمس الاسلام نومبر دسمبر ۱۹۴۶ء اور رسالہ ذوالحجہ ۱۳۶۵ھ میں پیش کیا تھا اور یعقوبی کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ شیعہ تھا یا شیعہ روایات سے متاثر مؤرخ تھا۔ ۱۳ (۱۱ ذی قعدہ شمس الاسلام)

اد کرتا رہا ایک آنکھیں پھیر لیں۔ ابھی اس کے گھر والے اس
 نبیؐ کو تکفین ہی میں مشغول تھے کہ اس کے ساتھیوں کو یہ فکر
 نہ کہ کسی طرف تخت شاہی پر قبضہ کر لیں چنانچہ وہ جمع ہوئے
 پہلے آپس میں جھگڑا کرتے رہے۔ ہر ایک جانتا تھا کہ یہ
 مقرر مہرے منہ میں آئے۔ آخر بڑی دوند کے بعد انہوں
 اپنے میں سے ایک کو بادشاہی کے لئے منتخب کر لیا۔ یہ
 روائی جب مکمل ہو گئی تو باقی سلطنت کے خاندانوں
 میں کی جبر پہنچی اور ان کے ہاتھوں کے طوطے بڑ گئے۔
 م کا بیٹا تو کوئی تھا نہیں۔ ایک داماد تھا۔ وہ پھر گیا۔ کہ
 یہ ہوتے اور کون وارث تاج و تخت ہو سکتا ہے بیٹی
 بیچ و تاب کھانے لگی۔ کہ جو سلطنت اس کے باپ نے
 اس کی ہانفتانی سے قائم کی تھی۔ اس پر دوسروں کو
 کرنے کا کیا حق ہے۔ پہلے تو خاندان والے آپس میں
 بوڑھے کر مشورے کرتے رہے۔ پھر انہوں نے مرحوم بادشاہ
 پرانے پرانے ساتھیوں کو اس کے احسانات یاد دل
 کر اہل کرتی شروع کی۔ اور بیک میں اپنے حق کا
 نہ کیا۔ مرحوم کا داماد اس کی بیٹی کو دار السلطنت کے محلوں
 لئے لئے پھرتا رہا۔ اور ایک ایک با اثر قبیلے میں اسے
 یا کہ شاید کسی کی فریاد سے لوگوں کے دل گھل جائیں
 م بادشاہ کی قبر کو بھی خطاب کر کے دہانیاں دیں
 شاید یہی اہل کاہر ہو جائے۔ مگر کسی نے سنکر نہ دی۔ آخر
 وہ تھک ہار کر مجھ رہا۔ اور جب مرحوم کی بیٹی بھی جو اس
 کی اصل بنیاد تھی۔ دنیا سے رخصت ہو گئی تو اس
 یب نے جا کر بادل ناخواستہ غاصب تخت کی اطاعت قبول
 لی۔ مگر دل میں وہ برابر بیچ و تاب کھاتا رہا۔ اور وقتاً فوقتاً
 اس بیچ و تاب کا اظہار بھی کسی نہ کسی طرح کرتا رہا۔

کیا واقعی یہی تصویر ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ان کے اہل بیتؑ اور ان کے اصحاب کبار کی؟ کیا اللہ کے
 رسول کی بھی پوزیشن تھی کہ وہ دنیا کے بائیاں سلطنت کی
 طرح ایک سلطنت کا بانی تھا؟ کیا پیغمبر خدا کی ۲۳ سالہ
 تعلیم محبت اور تربیت سے یہی اخلاق یہی مہر تیں! اور یہی
 کردار تیار ہوئے تھے؟ آخر اس نقشے کو کیا مناسبت ہے
 قرآن اور اس کی پاکیزہ ترین تعلیمات سے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کی زندگی اور آپ کے بلند ترین اخلاقی ہدایات سے جو ذخیرہ
 حدیث میں بھری پڑی ہیں حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے ان
 سوانح حیات سے جن میں اس ایک قصہ کے سوا دنیا طلبی کا
 کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا؟ ابو جحڑ و عمرؓ کی ان زندگیوں
 سے جن کا کوئی رنگ بھی دنیا کے بھوکے لوگوں کے رنگ و رنگ
 سے نہیں ملتا؟ اور صحابہ کرام کی ان سیرتوں سے جن کے
 مجموعے میں اس داستان کے کھینچے ہوئے نقشے کو رکھ کر دیکھا
 جائے تو کسی طرف سے بھی اس کا بوڑھان کے ساتھ بیٹھا نظر
 نہیں آتا؟ پھر اگر اس گروہ کی تاریخ کا پورا مستند ذخیرہ مالے
 سامنے اس کے اخلاق اس کی سیرت اس کی ذہنیت اور
 اس کے نفسیات کا کچھ اور نقشہ پیش کرتا رہے۔ اور صرف یہ
 ایک مجموعہ روایات اس کے بالکل برعکس ایک اور ہی نقشہ پیش
 کر رہا ہے۔ تو آخر عقل کیا کہتی ہے؟ کیا یہ کہ سمندر میں تھاقا
 آگ لگ گئی تھی؟ یا یہ کہ سمندر میں پانی تھا ہی نہیں۔ آگ ہی
 آگ تھی؟ یا یہ کہ آگ لگنے کا قصہ جھوٹا ہے۔ جب تمام باتیں
 اس کی تصدیق کرتی ہیں کہ وہ سمندر تھا۔ تو دہاں پانی کے
 سوا کچھ نہ ہو سکتا تھا؟ تاہم اگر کسی کا جی چاہتا ہے کہ اس
 قصے کو باور کرے تو ہم اسے روک نہیں سکتے۔ تاریخ کے صفحہ
 تو بہر حال اس سے آلودہ ہی ہیں۔ مگر پھر ساتھ ہی یہ ماننا چاہیگا

کہ معاذ اللہ معاذ اللہ، سالت کا دعویٰ محض ایک ڈھونڈنگ تھا۔ قرآن شامیرانہ لغائی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور تقدس کی ساری داستانیں فالص میرا کاری کی داستانیں تھیں۔ اصل میں تو ایک شخص نے ان چالوں سے دنیا کو پھانسا تھا تا کہ اپنی ایک سلطنت بنائے۔ اور اس قسم کے دنیا طلب مکاروں کے گرد جیسے لوگ جمع ہوا کرتے ہیں۔ ویسے ہی لوگ اس کے گرد بھی جمع ہو گئے تھے۔ اور تقدس کے اس ظاہری پردے میں دراصل وہ جن مقاصد کے لئے کام کر رہا تھا۔ ان کا راز آخر کار اس کے اپنے گھر والوں نے فاش کر کے رکھ دیا۔ اس کے مقابلہ میں تاریخ کچھ اور روایات بھی پیش کرتی ہے۔ ذرا ان کو بھی دیکھ لیجئے۔ علامہ ابو جعفر ابن جریر طبری پوری سند کے ساتھ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے واقعات پوچھے گئے تھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے بیان کیا۔

ان علی ابن ابیطالب کان فی بیتہ علی ابن ابی طالب اپنے گھر اذجامۃ من ابناء ائمة المرقد میں تھے کہ ایک شخص نے مجلس للبيعة فخرج فیہ ان کو جا کر خبر دی کہ ابوبکر علیہ اذان و لا مرداء بمجلا کراہیۃ بیعت لینے کے لئے بیٹھے ان بیعتی عنہا حتی بايعہ ثم جلس میں بیٹھ کر وہ چادر اوڑھ لیا۔ وبعث الی فؤبہ فاناک فجللہ اوزار کے بغیر نہ فیض و لوم مجلس ہی میں نکل آئے۔ کھڑے ہوئے۔ اتنی دیر کرنے بھی انہوں نے پسند نہ کی کہ کپڑے پہن لیں۔ پہلے جا کر بیعت کی۔ پھر گھر سے کپڑے منگائے اور پہن کر مجلس میں بیٹھے۔

یہی ہی کی روایت اس سے تھوڑی مختلف ہے۔ وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ

فصعد ابوبکر المنبر فنظر فی وجہ القوم فلم یزال یقول فدعا بالزیور فجاء فقال قلت ابن عمہ رسول اللہ و جواد یہ ادرت ان تشق عصا المسلمین؟ فقال لا شئ یا خلیفۃ رسول اللہ فقام فبايعہ ثم نظر فی وجہ القوم فلم یوعلیا فدعا بعلي بن ابی طالب فجاء فقال قال ابن عم رسول اللہ و ختنہ علی ابنتہ ادرت ان تشق عصا المسلمین قال ثم یب یا خلیفۃ رسول اللہ فبايعہ آگئے۔ تو فرمایا میں کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی اور داماد کہاں رہ گئے۔ کیا تم مسلمانوں کی جمانہ سے الگ رہنا چاہتے تھے انہوں نے بھی فرمایا کہ ا۔ جاشین رسول معاف فرمائیے پھر بیعت کی۔

ان دونوں روایتوں میں بظاہر جو تھوڑا سا اختلاف نظر آتا ہے۔ وہ محض تفصیل کا فرق ہے۔ ورنہ دراصل وہ ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔ پھر اس کی مزید تائید حضرت عبدالرحمن بن عوف کی اس روایت سے ہوتی ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے عمدہ سند کے ساتھ اپنے منادی سے نقل کی ہے۔

ثم خطب ابوبکر واعتذر پھر ابوبکر نے بیعت کے بعد

ہم خواہ نوا کسی کے ساتھ بحث و مناظرے میں الجھنا نہیں چاہتے ہیں۔ ہم نے یہ دونوں تصویریں پیش کر دی ہیں۔ اب ہر صاحبِ قفل کو خود سوچنا چاہیے کہ ان میں سے کون سی تصویر بذوقِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت و اصحاب کی سیرتوں سے زیادہ مناسب و کفایتی ہے۔ اگر پہلی تصویر پر کسی کا دل بہ چھتا ہو تو تجھے مگر اس کے ساتھ ایک ایسا دوسری تصویر کا مسئلہ ہی نہیں پورے دین ایمان کا مسئلہ حل طلب ہو جائیگا اور اگر کوئی اس دوسری تصویر کو قبول کرنے کو اس میں سرے سے اس واقعہ کا کوئی وجود ہی نہیں ہے کہ حضرت علی منصبِ خلافت کے امیدوار یا دعویدار تھے۔

در جان القرآن جلد اولی ۱۳۸ھ

اس ایک امر و اہم محمد حسین میٹل نے اپنی کتاب "الهدی" میں سئل کی ہے جس کی تحقیق کا مجھے موقع نہیں ملا۔ لیکن میں کہ جب حضرت ابو بکر بنی بیت ہو گئی تو جناب ابوسفیان نے حضرت علیؑ کو دعویداری خلافت کے لئے اکسائے کی کوشش کی تھی۔ مگر حضرت علیؑ نے ان کو جواب دیا کہ تمہاری عمر کا ایک بڑا حصہ اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں گزر چکا ہے۔ اب اپنے سابق نامہ اعمال میں کچھ اور اخاذ نہ کرو۔ تو بہتر ہے میرے نزدیک ابو بکر اس منصب کے اہل ہیں جو انہیں دیا گیا ہے ۱۷ (مودودی)

امپالہ شمس الاسلام !!
کی توسیع اشاعت کو ناہر مسلمان کا فرضِ اولین ہے
(شیخ)

الانسان و قال ما كنت حرجا عليه و يا. اور اپنی معذرت پیش کرتے ہوئے فرمایا میرے دل میں ایک دن یا ایک رات کے لئے امامت کی ہوس نہ تھی اور وہ دار علی والذیروا غصبتہا نے میں نے بھی خفیہ یا علانیہ اس کی خواہش کی سبب ہاجرین و انصار الابی ملحق نے حضرت ابو بکر کی اس تقریر اناس بھا انہ لصاحبہا کو خاموشی سے سنا۔ البتہ علی انما لغت شرف و خیرہ و لقد اسود رسول اللہ ان یصلی شکایت صرف اس بات کی مانتا ہے۔ وہ جی ہے کہ میں مشورہ سے میں

شریک نہیں کیا اور نہ ہم بھی ابو بکر کو سب سے زیادہ شوق رکھتے ہیں۔ وہ رسول اللہ کے رفیق غار ہیں۔ ان کے شرف و اہم کی تقریر کا یہیں اعتراض ہے۔ اور اس سے اپنی زندگی میں انہیں کو اپنی جگہ نماز پڑانے کے سے نظر آیا تھا۔

بصرہ دار ابن کثیر البدر والنبایہ میں اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ حضرت فاطمہ کے پاس حاضر سے چھ بیٹے تک خانہ نشین رہے۔ کیونکہ وہ تقسیم میراث کے معاملہ میں حضرت ابو بکر سے ناراض ہو گئی تھیں۔ اور حضرت علیؑ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے جو داغ ان کے دل کو لگا ہے اس پر کسی ادنیٰ درجہ مال کا بھی اضافہ ہو۔ بعد میں جب حضرت فاطمہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت علیؑ نے دوبارہ حاضر ہو کر حضرت ابو بکر سے بیعت کی تجدید کی۔ اور معاملات میں حصہ لینا شروع کیا۔

مباحث علیہ

ازالہ الشک و غبار

(از مولوی خالد محمود دہلوی۔ اے۔ امرتسری)

ہاتھوں کو جوڑ کر اپنی زبانوں میں رکھا اور گھٹنوں پر ہاتھ نہ رکھا جو عمل اعتراض ہے۔ باتفاق فریقین بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود نے ایسا عمل کرنے کے بعد ہی فرما دیا۔

هَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مسلم شریف ص ۲ جلد اول

مثلاً علماء اصول کی تصریحات کے مطابق احکام کی دو قسمیں ہیں

۱۔ عزیمت جن کا سبب موجود ہوا اور حکم بحال ہو۔ جیسے ہا صیام میں روزہ نہ رکھا۔ اس کا دوسرا نام ضروری بھی ہے۔ ۲۔ رخصت۔ جس کا سبب موجود ہو اور کسی وجہ کی بنا پر وجوب ملوث ہو جیسے سفر میں روزہ نہ رکھا۔

چنانچہ وضو میں روزہ آتا کہ ریاضوں پہونا عزیمت ہے اور روزہ پر صیغ کر لینا رخصت ہے امامت پر تنخواہ نہ لینا عزیمت ہے اور تنخواہ پر یہ کام رخصت ہے۔

اب ہم کہتے ہیں کہ اعتراض مخالفین کا صرف اسی صورت میں درست بیٹھ سکتا ہے کہ حضرت فقیہ الامت کا یہ فعل زمانہ بعد تک نہ عزیمت ہو نہ رخصت کیونکہ یہ دونوں میں شرعی

ہیں اور ان میں سے کسی ایک پر بھی اعتراض کرنا ہے

اور اعتراض کی یہ صورت غلط ہے کیونکہ یہ فعل ان دونوں

قسموں سے خارج نہیں۔ واضح ہو کہ تطبیق الیہین اور

مبغلا ان اعتراضات کے جو حضرت فقیہ الامت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی پر ان حضرات کی طرف سے کئے جاتے ہیں جو صحابہ کرام کے طریق عمل کے مطابق جبکہ حدیث نبوی نہ بھی ملے ہم منہ ہر حال و نحن رجال کانفرہ لگاتے ہیں اور دنیا کو اساطین امت کی روشنی سے محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ ایک مسئلہ تطبیق الیہین کا بھی ہے جیسا کہ حافظ ذیلی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج ہدایہ میں اور علامہ ترکسانی نے جوہر نفی میں نقل کیا ہے حتیٰ کہ مولانا عبدالحی جیسے فاضل بھی تطبیق المجد میں اس کی واقعیت کی معترف ہو گئے اگرچہ انہوں نے اس کا اقرار تقلید ہی کیا تھا کہ اعتراض نظر طے اور تحقیق نہ کی۔ مگر دوسرے لوگوں کو موقع مل گیا کہ اس بزرگ جتنی پر اعتراض کرتے وقت فاضل لکھنوی کا توافق بھی نقل کریں۔ اور اس طرح اپنا جی ٹھنڈا کر لیں۔ چنانچہ مولوی عبدالستار صاحب کلانوری کی عبادت مرقومہ مجموعات خمسہ اس پر شاہد ہے۔ بناء علیہ مناسب معلوم ہوا کہ مسئلہ کی ذرا وضاحت کر دی جائے لیکن اصل روایت کی طرف آنے سے پہلے کچھ چیزیں بطور مقدمہ پیش کی جانی ضروری معلوم ہوتی ہیں۔

اولاً۔ معترضین اس حدیث کو مسئلہ بناتے ہیں جسے کہ

ابن مسعود نے اپنی جمع میں ص ۲۰ پر نقل کیا ہے۔

ثانیاً۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا ذکر کے وقت دونوں

آئندہ الکرکب میں سے ایک چیز عزیمت ہے اور دوسری رخصت۔
ابتداء میں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام
کا عمل تطبیق الیدین پر ہی تھا۔ واوہ ابن المنذر کا فی الفتح

۱۶۷

چونکہ اس میں مشقت زیادہ تھی اس لئے صحابہ کرام نے
برائے تفصیل یسر شکایت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
جیسا کہ ابوداؤد اور طحاوی کی روایات سے معلوم ہوتا ہے
فرمایا۔

استعینوا بالکرکب۔ گھٹنوں سے سہولت حاصل کر لیا کرو
اس سے یہی متبادر ہوتا ہے کہ تطبیق الیدین عزیمت تھی اور
اخذ الکرکب رخصت کیونکہ آپ نے پہلے عمل سے انکار کا اظہار
نہیں فرمایا۔

تو اگر حضرت فقیہ الامت نے اسے عزیمت سمجھ کر معمولی
بھاٹھیر یا تو محل اعتراض کو لینی بات ہے علماء اصول کا
عزیمت اور رخصت پر عمل کی فضیلت کے متعلق یہ فیصلہ ہے
حکیمہ ان الاخذ بالجزیمۃ اولیٰ (نور الانوار ص ۱۱)
محرر العلوم میں حضرت علامہ انور شاہ صاحب فرماتے
ہیں۔

كانت فيه مشقة ثم رخص بالاعتناء على الیدین وكان
ابن مسعود يراة عزیمۃ فان العطاء على قدر البلاء ولله
يكن يراة ابن مسعود منسوخاً عن اسله ومن طعن
فيه فقد افرط في التعصب دفع ابای جلد دوم ص ۱۶۷
اور دوسرے مقام پر بعد نقل حدیث استعینوا بالکرکب
فرماتے ہیں۔

يستفاد من الحديث ان تلك الاستعانة رخصة
وملئ الرخصة فيه ظاهر ولذا كان ابن مسعود يطبق

بن یدیلہ علا بالجزیمۃ جلد دوم
یعنی تطبیق الیدین کا عزیمت اور اخذ الکرکب کا رخصت ہونا
اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے۔

اس مقام پر یہ ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام نے
تطبیق الیدین کے متعلق فرمایا نہیننا عن هذا جیسا کہ صحیح
مسلم میں ہے اور ائمہ اصول کے نزدیک ایسا حدیث مرفوعہ
کے حکم میں ہے

ہم کہتے ہیں کہ یہ لفظ اس وقت حدیث مرفوعہ کے حکم میں
لئے جانے ثابت نہیں ہیں جبکہ ہمارے صحابہ اس امر پر متفق نہ
ہوں۔ اور اس لفظ پر تمام صحابہ کا اتفاق نہیں ہے۔ چنانچہ
حضرت ابن مسعود کا یہی فعل اس پر دال ہے۔

پس معلوم ہوا کہ نسخ کا دعویٰ باطل ہے کیونکہ حضرت ابن
مسعود جیسے تبیل القدر اور رفیع المنزل صحابی اس کو موقوف
عن اصلہ نہیں سمجھتے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو فی الحقیقت
باب مدنیۃ العلم ہیں وہ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا رکت فان شئت قلت هلکن ایضی وضعت یدیک
على ما کنینک وان طهقت رواہ ابن ابی شیبۃ (نقلہ علامہ
العثمانی فی الفتح جلد ۲ ص ۱۲۱)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی سند کے متعلق فرماتے
ہیں اسنادہ حسن (فتح الباری جلد ۲ ص ۲۶۶) اس سے ثابت ہوا
کہ اجماعی نسخ کا دعویٰ غلط ہے۔

غایت مافی الباب یہ ہے کہ چونکہ حدیث کے اصول پر کہ سب
عقلی ہیں اور تجربہ پر موقوف ہیں اس لئے کہنا پڑے گا۔ جو کچھ
حضور نے فرمایا اس کا مفہوم اس راوی نے سمجھا کیونکہ اس
نے حضور سے کچھ نقل نہیں کیا۔

اب ہم کہتے ہیں کہ فہم صحابی جبکہ اس کے خلاف دوسرے صحابہ کا

ہو جائے اور شریعت کی جائزہ کردہ بات کو مسترد دین کے سامنے جائز کہنا اور ثابت کرنا واجب ہے چنانچہ فقہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سمجھے کہ موزہ پر سرخ یا جامڑے تو اس کے جانے موزہ اتار کر پاؤں دھونا عزیمت نہیں بلکہ مسح ہی عزیمت ہوگا پس اس صورت میں بھی حضرت فقید الامت اولیت پر ہی عامل رہے اور مخالفین کا اعتراض برباد ممتنور ہو گیا۔

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

اصل موجد ہو کسی پر محبت نہیں من ادعی فعلیہ الیہا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: انہ یس بجرام کون اہل غیوہ ہر کہ لم یامرہ من فعلہ بالاعادۃ (فتح الباری جلد ۲ ص ۳۳) بلکہ اگر تطہیق الیہ دین کو رخصت بھی مان لیا جائے تب بھی یہ امتزاج لازم نہیں آتا کیونکہ اس میں پھر بھی برا خیال ہو گا کہ شاید جو کچھ لوگ مسے لے جائز سمجھنے لگے بڑے سہول اور جو شخص مسح یعنی رخصت کو ناجائز سمجھے اس کے سامنے عزیمت کی بجائے رخصت پر عمل ادنیٰ ہوتا ہے تاکہ اس کو اس کے جواز پر اطلاع

مسلمان کسے کہتے ہیں؟

(از مولانا محمد حسین ثوق پیلانوی)

بلکہ واقعیت کا آئینہ ہے مسلمان کا معنی ہے فرمانبردار ہر حکم کی اطاعت کرنے والا۔ ہر انتہا سے برگردن جھکا دینے والا ہر بات کو ماننے والا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے والا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں بالکل ایک جانے والا۔ دولت مند، فخر و عظمت و معزز، راحت و تسخیع یعنی حیات دنیاوی کے ہر شعبہ میں اس کا تعلق ذات واحد کے ساتھ قائم ہو۔ اذ قال لربہ اسلام قال سلط لربہ العلیین جب اُس کے رب نے اس کو کہا مطیع ہو۔ تو اس نے کہا میں پرکھر عالم کے لئے مطیع ہوں۔

اپنی زندگی میں سے کوئی چیز اپنی نہ ہو۔ مال، جان، اولاد، موت و حیات دوستی دشمنی نماز روزہ حتیٰ اگر غم اور خوشی میں جو حیات انسانی کے فطری و ازما میں سے ہے یہ تمام کی تمام چیزیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں۔ قلی ان صلاحی و نیکی و عیای و حقانی کلہ لئلا رب العلیین لا شریک لہ و بدن لک

علاؤ کوئی مجبور نہ دے جاں "نازلہ ام تو آید بوسے جاں ایس دور رب لا الہ الا انت لا شریک لہ جز بیخ لے نہا و نیستہ البالی ذاتی حالات، نفسانی بیقیات، اور فطری رجحانات بیان کرتے ہوئے جن الفاظ کو نوک زبان پر لایا جاتا ہے اُن کا تعلق دو چیزوں کے ساتھ ہونا لازمی ہے۔ ایک دعویٰ۔ دوم حقیقت۔ پہرہ و کبھی ایک دوسرے کے ساتھ موافق اور ہم آہنگ ہوتے ہیں یعنی جو دعویٰ ہے نفس الامر اور حقیقت بھی وہی ہے۔ اور کبھی ایسے بالکل برعکس یعنی جو دعویٰ ہے حقیقت اس کے بالکل برخلاف ہے۔ دعویٰ کو واقعیت اور حقیقت الامر کے ساتھ دور کا رشتہ اور تعلق بھی نہیں حضرت ابراہیم با صبر و سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کا کمال عبودیت اور انتہائی اطاعت کے انہماک کے وقت لفظ اول الیین یا انی من الیین فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہمیت ان اکون من الیین زبان پر لانا ایک ایسا دعویٰ ہے جو نفس الامر اور حقیقت کے ساتھ متفق ہے

آدمی دانا اہل اہلین (ترجمہ) تم فرماؤ کہ میری نماز اور حج زندگی اور موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو پروردگار عالم ہے جس کا کوئی شریک نہیں میں اسی کا حکم کی گئی ہوں اور میں اپنی امت کا پہلا مسلمان ہوں۔

یہی تمہیل اسلامی فلسفہ اخلاق با اسلامی مذہب کی جان ہے اس کے متعلق قرآن کریم نے کسی شک کی گنجائش نہیں چھوڑی بلکہ تمام قرآن پاک میں دلائل برائین مناسبتاً نصائح حقائق و امثال کے ساتھ اس اصول کی توجیح و تشریح کی گئی ہے اور یہ عقیدہ صرف اسلام ہی کا طرہ امتیاز ہے جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی نظروں میں توحید محض ایک عقیدہ یا شعور عقلی جس کے ساتھ جذبات اساسات کا کوئی تعلق نہ ہو نہیں بلکہ توحید ایسے احساس کا نام ہے جو انسان کی تمام کائنات زندگی کے ذمے ذمے سے بر طاری ہو مسلمان فقط وہ نہیں جو صرف ذہانی اقرار یا اعتقاد رکھتا ہے کہ خدا ایک ہے بلکہ اس کی زندگی اس اقرار و احساس کی تفسیر ہوتی ہے وہ صرف اسی کو قابل پرستش سمجھتا ہے اسی کے احکام کی پیروی کرتا ہے اسی کی مرضی اس کی مرضی ہوتی ہے اس احساس اور اس تمہیل کا نام ہے اسلام اور جس شخص کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ رشتہ ہو وہ ہے مسلمان گو یا اسلام چند عقائد چند قوانین اور چند ضوابط کا نام نہیں جنہیں جوش و خروش نہ رکھتے ہوئے انسان صحیح تسلیم کرے اور بس مسلمان کہلانے کا مستحق ہو جائے بلکہ ایک مکمل دستور حیات ہے ایک مستقل نظام زندگی ہے جو انسان کو تمام کمزوریوں اور بستیوں سے نکال کر انسانیت کے معراج کمال تک پہنچا دیتا ہے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہست دین مصطفیٰ دین حیات شروع دو تفسیر میں حیات گزری یعنی آسمان ساز و ترا + آنجناب حق می خواہاں از دست راستی استوارت میکند + چنہ مثل کو مسارت میکند یعنی جو انسان ایک خاص نظام اور معلوم معاشرت کے ملکہ و حدود میں رہ کر اسکے جملہ احکام کی پیروی کرتا ہو اس کا مقام و کردار میں ابھی تعلق ہو اس کی زندگی سرتاپا قرآن اور شریعت کا سینہ ہو وہ مسلمان ہے اور ایسوں کی ایمانی طاقت اور اتقان عظمت قوموں اور ملکوں کی قسمت بدل سکتی ہے

زیستن با نور او تباری است + لا اله الا انت + تباری است صرف مسلمانوں کے لئے پیدا ہوا مسلمانوں کا سامنا نام رکھو ایسا یا اسلامی عقائد کو محض تمہیل اور طرف راجح کے طور پر ہی تسلیم کر لینا لیکن اسلام کے کسی حکم کو علم خداوندی سمجھ کر نہ اتنا یا بعض احکام کی وقتاً فوقتاً یا باطنی اتباع کر لینا اور جو احکام انسانی خواہشات شخصی و قاراء ذاتی مفاد کے برخلاف ہوں ان کو پس پشت ڈال لینا احکام خداوندی دین حق اور شریعت الہی کے اوامر و نواہی کی پابندی کو ٹھکر پانے اور ذاتی معاملہ سمجھنا دین کے مشرق طلب حکم کی تاویل کر لینا ایسے شخص کو دنیا کے ہندو کہہ عیسائی اور یہودی مسلمان کہتے ہوں یا مسلمان کہہ کر پکار تے ہوں تو سمجھتے اور پکارتے رہیں کسی کو اعتراض کا حق نہیں پہنچتا لیکن ایسے شخص کو خدا کی کلام قرآن کی زبان اور دین حق کی تعبیرات میں مومن یا مسلم کا خطاب دینا باطل غلط ہے۔

مومن و پیش کسان بشن نطق + مومن و خدای و نفق و نفاق بالپیشین دین ملت باقر و حجت + ہم متابع خانہ دہم خانہ نعت لا الہ اندر نمازش بود نیست + نا نام اندر نمازش بود نیست

تبلیغی کتابیں

جام حیات { حیات بعد موت کے جملہ مسائل قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں ایک جامع اور دل آزاں طرز تقریر سے مبرا کتاب تحریر کرائی گئی ہے جو کہ ہر دفریقین کیلئے مشکل ہدایت ثابت ہو سکتی ہے حضرت مولانا ظہور احمد صاحب مرحوم نے یہ کتاب مولانا محمد حسین صاحب شوق سائیکس دہلوی دارالعلوم عربیہ سے اپنی زیر نگرانی تحریر کرائی تھی جو کہ اب کاغذ کی گرانی کے باوجود طبع کرائی گئی ہے کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت صرف ۹۰ محلولہ اک ۱۔

قائدان حسین { شیعہ کی معتبر کتابوں کی مستند روایات سے ثابت کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے نواسے اور حضرت علی کے محنت جگر حضرت حسینؑ کو کہ بلا میں بلا کر طرح طرح کے مظالم میں مبتلا اور نہایت بیرحمی سے شہید کرنے والے شیعہ اور پیشوا ان مذہب شیعہ تھے اس کتاب کو ضرور دیکھئے تاکہ شیعوں کی شیعیت کی حقیقت کھل جائے صفحات ۶۶ کتاب دلفریب طباعت دیدہ زیب کاغذ و پیر قیمت دس آنہ محلولہ اک ۱۔

آخری پیغام حق { امید کی آخری تقریر جو پہلے عمل اسلام کے صفحات پر جلوہ گر ہو چکی ہے اور امید سے زیادہ مقبول ہو چکی ہے عام افادہ کیلئے کتابی شکل میں ۴۰۰ ناظرین کی کئی آخری پیغام حق کے متعلق حضرت سجادہ نشین تونسہ شریف تحریر فرماتے ہیں :-

”حضرت مکرّم منفور کے آخری کلمات نصائح نہایت ہی گوہر جہ بہا ہیں اور ناظرین کی ہدایت کے لئے مشعل راہ ہیں“

قیمت دس آنہ محلولہ اک ۱۔

کشف التلمیذ { مصنف مولانا سید لایت حسین شاہ مادیووی کے کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ ”تورایمان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ دوسا کی طرف سے شیعوں میں سخت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے مذبذبا پر یہاں میں تبلیغ و اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مظالم اور اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں حصہ دوم ۸۰ حصہ سوم ۶۰ حصہ ختم ہو چکا ہے ہر دو حصہ طلب کرنے پر ۱۲۰ محلولہ اک ۱۔

بہر حق اسمانی { سسائے سواخ و عقائد و عبادت و معاملات کا نام سے تفصیل کے ساتھ درج کیے گئے ہیں علاوہ انہی خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوا رخ حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مشہور عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے قیمت ۸۰ محلولہ اک ۱۔

فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیہ { مولوی محمد ہارون صاحب دام بکاہم سابق خطیب جامع قلعہ شیش پورہ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے تعزیہ مردہ پر سر کرکٹ کی ہے کتاب کا خد اشہ سے زیادہ معتبر کتابیں ہیں اور تقریباً ۲۰ مختلف مجلس درج ہیں جنہیں ضمنی طور پر کثیر تعداد اور ضروری مسائل پر آگئے ہیں حضرت موصوف نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ معتدہ تفاسیر متداولہ تصریحات کرام فاوی جات علامہ اعلام و مجتہدین عظام سے تعزیہ کی حرمت بیان کرتے کے علاوہ دس عقلی دلیلیں بھی تعزیہ مردہ کے حرام ہونے کے قیام کی ہیں اور اسی حضرات کے جواز تعزیہ کی ۲۲ دلیلوں کے اشہ سے زیادہ جواب دیئے ہیں اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر کرام سب اہلسنت والجماعت تھے ذکریہ بلکہ وہ شیعہ ہونے سے

جہاد کے اور یہ کہ اس کے سادہ حق افکار و عقائد میں ہر ماہ محرم میں کیا کرنا چاہئے یہی مستقل و مدلل کتاب ہے جس کے پڑھنے سے ایک معمولی استعداد والا بھی اس مسئلہ پر مکمل طور پر روشناس ہو کر رہتا ہے۔ کاغذ عمدہ، تصانیف قیمتی قریباً دو سو صفحہ قیمت صرف ہر محمولہ ایک روپے۔ مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب

تاریخ نقشبندیہ { بھگودی اس کتاب میں مرثا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیہ کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف ہر محمولہ ایک روپے۔

اجتناب الحنفیہ { اس رسالہ میں صد با علمائے اسلام کے واضح اور براہین قاطعہ سے فرقہ وارانہ فرقہ وارانہ عقائد اور رافضی و مرزائی سے منسوب عورت کا کاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے۔ حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ہر محمولہ ایک روپے۔

تحفہ میرزا { یعنی جدیدہ شمس الاسلام کے مدیر صاحب کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ہر محمولہ ایک روپے۔

حقیقت تشیع { مولانا پیر قطب شاہ صاحب مذہب شیعہ کے سرسبز نازوں کا انکشاف۔ قیمت ایک روپے۔

ہدایات القرآن { عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کے مترادف کا ایلیف رومیز اس سال کے ذریعہ مرزائیوں کے مضامین بھی دوہر ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں۔ بلکہ ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی ثمرہ رسالہ جدیدہ شمس الاسلام کے مدیر صاحب نے یہاں پر تصنیف فرمائی ہے۔

صلیٰ کا پتہ { منجر جدیدہ شمس الاسلام۔ ۱۰ روپے۔

دستری۔ قیمت ایک روپے۔

مظلوم قوم { تصنیف مولوی محمد بخش صاحب دہلی۔ اس کتاب میں مصنف نے احمد علی صاحب ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی مساوات و اسلامی اخلاقیات کوثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی رحمت کی ہے۔ قیمت ۵ روپے۔

اسلامی جہاد { مولانا پٹنوی میں فوج محمدی کے نظم و نظام انصاریہ میں سے آلہ کبر الصوت پر خطاب جس میں اسلامی جہاد کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے اور عہد حاضر کی بعض ملحدانہ عسکری تنظیموں پر بے باک جھڑپ کیا گیا ہے۔ انمولانا ظہور احمد صاحب بگٹی امیر مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۰ روپے۔

خاکساری مذہب { ضلع میانوالی کی اسلامی جامعہ کے نامیہ اجتماع کے موقع پر مقابلاً علماء کرام کی طرف سے خاکساری مذہب پر حقیقت افروز تقریر و خطبہ شریعت شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ انمولانا ظہور احمد صاحب بگٹی امیر مجلس حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۰ روپے۔

خاکساری فلسفہ { جس نے ہندوستان کے علماء کرام کو بیدار کیا۔ جسکو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی لمحہ کی دستبرد سے محفوظ ہوا اور جسکو دیکھ کر خاکساروں کی کثیر تعداد ہے تو یہ کہل جاساں دفعہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ چکی ہے۔ انمولانا پٹنوی میں فوج محمدی کے نظم و نظام انصاریہ میں سے آلہ کبر الصوت پر خطاب جس میں اسلامی جہاد کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے اور عہد حاضر کی بعض ملحدانہ عسکری تنظیموں پر بے باک جھڑپ کیا گیا ہے۔ انمولانا ظہور احمد صاحب بگٹی امیر مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ قیمت ۱۰ روپے۔

صلیٰ کا پتہ { منجر جدیدہ شمس الاسلام۔ ۱۰ روپے۔